REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERSFOR INDIA AT NO.R.N.61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم   وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP – 23.

جلد ۴۱ — شمارہ ۳۶

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- منیر احمد خادم

نائب ایڈیٹر:- قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان۔

شرحِ چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونِ ممالک:-
بذریعہ ہوائی ڈاک:- ۱۵ پاؤنڈ یا ۳۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک:- ۱۰ پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان

۵ ربیع الاوّل ۱۴۱۳ ہجری — ۳ تبوک ۱۳۷۱ ہش — ۳ ستمبر ۱۹۹۲ء

اخبارِ احمدیہ

بفضلہ تعالیٰ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لندن میں بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔

احباب کرام پیارے آقا کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر، مقاصدِ عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر رہے اور روح القدس سے آپ کی تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

جلسہ سالانہ قادیان

۲۶-۲۷-۲۸ فتح (دسمبر) ۱۳۷۱ ہش / ۱۹۹۲ء کی تاریخوں میں منعقد ہوگا!

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سال جلسہ سالانہ قادیان ۲۶-۲۷-۲۸ فتح (دسمبر) ۱۳۷۱ ہش (۱۹۹۲ء) کی تاریخوں میں منعقد کئے جانے کی منظوری مرحمت فرمادی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ہر لحاظ سے جماعت کیلئے مبارک کرے۔ احباب اس عظیم الشان روحانی اجتماع میں شرکت کے لئے ابھی سے عزم کرتے ہوئے تیاری شروع فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ احباب کو پہلے سے بھی زیادہ تعداد میں جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۲ء میں شمولیت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

کوئی انسان بجز پیروی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"..... اسلام کا خدا کسی پر اپنے فیض کا دروازہ بند نہیں کرتا بلکہ اپنے دونوں ہاتھوں سے بلا رہا ہے کہ میری طرف آؤ۔ اور جو لوگ پورے زور سے اس کی طرف دوڑتے ہیں ان کے لئے دروازہ کھولا جاتا ہے۔

سو میں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے، اس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی۔ اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر میں اپنے سید و مولیٰ، فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے راہوں کی پیروی نہ کرتا۔ سو میں نے جو کچھ پایا اس پیروی سے پایا۔ اور میں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اُس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا۔ اور نہ معرفتِ کاملہ کا حصہ پا سکتا ہے۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۲)

"..... اس تاریکی کے زمانہ کا نور میں ہوں۔ جو شخص میری پیروی کرتا ہے وہ ان گڑھوں اور خندقوں سے بچایا جائے گا جو شیطان نے تاریکی میں چلنے والوں کے لئے تیار کئے ہیں۔ مجھے اُس نے بھیجا ہے تاکہ میں امن اور حلم کے ساتھ دنیا کو سچے خدا کی طرف رہبری کروں اور اسلام میں اخلاقی حالتوں کو دوبارہ قائم کر دوں۔ اور مجھے اُس نے حق کے طالبوں کو تسلی پانے کے لئے آسمانی نشان بھی عطا فرماتے ہیں اور میری تائید میں اپنے عجیب کام دکھلائے ہیں اور غیب کی باتیں اور آئندہ کے بھید جو خدا تعالیٰ کی پاک کتابوں کی رو سے صادق کی شناخت کے لئے اصل معیار ہے، میرے پر کھولے ہیں۔ اور پاک معارف اور علوم مجھے عطا فرمائے ہیں۔"

(مسیح ہندوستان میں صفحہ ۱۳)

"..... وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اُس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہو گئی ہے اُس کو دور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں۔ اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں۔ اور وہ دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہو گئی ہیں اُن کو ظاہر کر دوں۔ اور وہ روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اُس کا نمونہ دکھلاؤں اور خدا کی طاقتیں جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دعا کے ذریعہ نمودار ہوتی ہیں حال کے ذریعہ سے نہ محض قال سے اُن کی کیفیت بیان کروں۔ اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک قسم کے شرک کی آمیزش سے خالی ہے جو اب نابود ہو چکی ہے اُس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودا لگا دوں۔ اور یہ سب کچھ میری قوت سے نہیں ہوگا بلکہ اُس خدا کی طاقت سے ہوگا جو آسمان اور زمین کا خدا ہے۔"

(لیکچر لاہور صفحہ ۴۷)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ!

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۳ تبوک ۱۳۷۱ ہش!

یہ عجیب جہاد اور عجیب جنّت!

آسام کے ایک دوست نے بتایا ہے کہ اِن دنوں آسام میں غیر احمدی ملّاؤں نے ایک عجیب قسم کے جہاد کا اعلان کر رکھا ہے جس کے نتیجہ میں وہ جرائم پیشہ افراد میں جنّت کی ٹکٹیں تقسیم کرتے ہیں یعنی وہ لوگ جو مختلف قسم کے جرائم مثلاً چوری۔ زنا۔ قتل۔ لوٹ مار اور ڈکیتی وغیرہ میں ملوث ہو کر … قانون نافذ کرنے والے اداروں کو مطلوب ہیں انہیں ملّاؤں کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ وہ اپنی زندگی میں ایک بار احمدیوں کو دُکھ دیں، ان کے گھروں اور دُکانوں میں لُوٹ مار کریں یہاں تک کہ اگر وہ کسی احمدی کو قتل کرنے میں کامیاب ہو گئے یا خود قتل کر دیئے گئے تو اِس "کارِ خیر" کے عوض میں نہ صرف ان کے گزشتہ تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے بلکہ اُن کے لئے جنّت الفردوس کی مکمل ضمانت بھی ہے۔

یہ وہ "عظیم الشان جہاد" اور یہ وہ "درجۂ شہادت" ہے جس کے حصول کی تعلیم آج جاہل ملّاؤں کی طرف سے جرائم پیشہ افراد کو دی جا رہی ہے۔ یعنی اگر ایسے "سُنہری کاموں" کے باعث جرائم پیشہ افراد جنّت کے وارث بن سکتے ہیں تو پھر عام آدمی جن کا شمار جرائم پیشہ افراد میں نہیں، اُن سے اگر ایسے کام سرانجام پائیں گے وہ تو پھر جنّت الفردوس سے بھی بڑھ کر کسی اعلیٰ مقام کے وارث ہوں گے۔

شروع سے آخر تک آپ قرآن مجید اور احادیث رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالعہ فرمائیں آپ کو کہیں بھی ایسے نام نہاد جہاد یا ایسی نام نہاد جنّت کی بشارت نہیں ملے گی۔ اسلام میں چودہ سو سال میں کسی بزرگ نے مجرموں کو ایسی "بشارتیں" نہیں دیں۔ اور اگر ایسی بشارتیں دینا کسی کے حصّہ میں آئیں تو وہ صرف اور صرف اس صدی کے وہ علماء ہیں جو مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منکر ہیں۔ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق آسمان کے نیچے اس زمین پر تمام مخلوقات سے بدتر ہیں۔ یہ وہ علماء ہیں جنہوں نے زندگی میں کبھی قرآن مجید کا صحیح علم حاصل نہیں کیا۔ اور نہ ہی احادیث رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی انہیں کچھ پروا ہے۔ پروا ہے تو صرف یہ کہ کسی طرح بھی جائز و ناجائز طریقے سے اُن کے پیٹ کی آگ بجھتی رہے۔ انہوں نے احمدیت کی مخالفت میں جہاد، جنّت اور شہادت جیسے پاکیزہ الفاظ کی بے حرمتی کی ہے۔ اور جو جہاد بالنفس اور جہاد بالقرآن اور طَلَبُ الْحَلَالِ جِهَادٌ (یعنی حلال روزی حاصل کرنا جہاد ہے۔ حدیث) جیسے پاکیزہ جہادات سے بالکل بے خبر اور ناآشنا ہیں۔ اور جنہوں نے صرف اور صرف تلوار کے جہاد کی ترغیب و تحریص کو ہی اپنی زندگی کا مقصد و مدعا بنا لیا ہے۔ لیکن اگر خود اُن کے ہاتھوں میں تلوار پکڑا دی جائے تو اُن میں سے اکثر میدان سے بھاگ جائیں گے۔

انہیں یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تلوار یا کسی بھی ہتھیار سے جہاد کی اجازت صرف اور صرف اس وقت دی ہے جبکہ مسلمانوں کو عبادتِ الٰہی سے روکا جائے۔ مساجد یا دوسری عبادت گاہوں کو گرایا جائے! (الحج: آیت ۴۰) ایسی صورت میں جو جنگ ہو گی وہ جہاد کہلاتی ہے۔ بلکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک فرمان کے مطابق جہادِ اصغر یعنی سب سے چھوٹا جہاد کہلائے گی۔ اس سے بڑھ کر جو جہاد ہے وہ اشاعتِ قرآن اور خدمتِ قرآن ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا۔ (الفرقان: آیت ۵۳) یعنی (اے رسول! صلی اللہ علیہ وسلم) خدا کا انکار کرنے والوں کی بات مت مان بلکہ اس قرآن کے ذریعہ ان سے بڑا جہاد کر۔ یعنی قرآنی تعلیم کے ذریعہ سے اُن کے کُفر کی تعلیم کو ملیا میٹ کر دے۔ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق جہاد بالنفس جہادِ اکبر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنگ سے واپسی کے موقعہ پر فرمایا کہ ہم جہادِ اصغر یعنی تلوار کے جہاد سے جہادِ اکبر یعنی نفس کے جہاد کی طرف لوٹ رہے ہیں۔ یعنی اب ہم امن کی حالت میں اللہ کو اچھی طرح یاد کریں گے اور ہر طرح اپنے نفس پر کنٹرول حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔

لیکن آج کے ملّاں رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ جہاد کی ان تمام تعریفوں سے بے خبر صرف اور صرف عادی مجرموں کے ذریعہ اللہ کے بندوں کے سر کٹوانے کو ہی جہاد سمجھنے لگے ہیں۔ اس طرح کر کے وہ نہ صرف فسادات کو ہوا دے رہے ہیں بلکہ وطنِ عزیز کے لئے خطرات کے کئی دروازے کھول رہے ہیں۔ عادی مجرموں کو مزید قتل و خون کی تعلیم دے کر انہیں جنّت کی بشارت دینا، یہ کہاں کی عقلمندی ہے۔

اللہ تعالیٰ اِن نادان ملّاؤں کو سمجھ عطا کرے۔ آمین ؎

اُلٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے
دے آدمی کو موت پہ یہ بد ادا نہ دے

(منیر احمد خادم)

تاریخ کا ایک ورق

حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی رضی اللہ عنہ کی سُنہری حروف سے لکھی جانیوالی نصائح!

حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام (۱۸۷۹ء – ۱۹۶۱ء) جو ہندو سے نئے مسلمان ہوئے تھے آپ کا سابق نام ہریش چندر تھا اور عبد الرحمٰن نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رکھا تھا آپ نہایت اعلیٰ درجہ کے فانی فی اللہ بزرگ تھے جنہیں اپنی زندگی کا ایک لمبا عرصہ نہایت رفیع الشان جماعتی خدمات کی توفیق نصیب ہوئی، عرفان و ایمان سے بھرپور آپ کی درج ذیل قیمتی نصائح "اصحابِ احمد" جلد نہم سے شکریہ کے ساتھ پیش کی جاتی ہیں ——— (ادارہ)

"دھوکہ خوردہ ہو گا وہ انسان اور شیطان کی زد کے نیچے ہو گا وہ بدقسمت شخص جو خدا کے کسی فضل یا انعام کو، اس کی کسی رحمت یا احسان کو اپنے کسی عمل کے نتیجہ، کوشش کا ثمرہ یا جدوجہد کا پھل سمجھ کر اکڑنے یا اِترانے لگے اور بجائے اِس کے کہ شکرِ نعمت کے لئے سجدات میں گر کر اپنے نفس کو پہچانے، خودی و خود ستائی کو چھوڑ کر اپنے اُوپر ایک ایسی موت وارد کرے اور اس کی مرضی کے سامنے یوں گردن ڈال کر اپنے آپ سے اس طرح کھویا جائے کہ

مَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ

کا مقدس مقام اسے میسر آجائے اور خدا کے عرفان میں ترقی کر جائے۔ اُلٹا اِباء و استکبار کرے۔ احسان فراموش بنے اور محسنِ حقیقی سے اس طرح دُور و مہجور ہو جائے۔

"خدا کی عطا کو اپنی کرتوت کا پھل سمجھنے والا بے وقوف بجائے مقرب ہونے کے ملعون اور بجائے مقبول ہونے کے مردُود ہو گا۔ اور اس ذات والا صفات کی موہبت اور بخشش کو اپنی کمائی کا نتیجہ سمجھنے والا خود پسند اور نفس پرست کبھی اس کی چوکھٹ تک بھی رسائی نہیں پا سکتا۔

وہی اس کے مقرب ہیں جو اپنا آپ کھوتے ہیں
نہیں رہ اُس کی عالی بارگاہ تک خود پسندوں کو

خدا کی کبریائی، جبروت و عظمت، اس کی عزّت و جلال اور شوکت، اس کا کمال، سطوت و ہیبت، جن مقدس ترین ہستیوں پہ ظاہر ہو کر جلوہ گر ہُوا اور چمکا وہ تو باوجود باکمال اور مظہرِ جمال و جلال ہونے کے بے اختیار پکار اُٹھے ؎

کرمِ خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

اور چونکہ عارفین و کاملین کا یہ اعتراف حقیقت پر مبنی، ان کے دل کی گہرائیوں کا آئینہ دار اور ہر قسم کی بناوٹ اور ریا کی ملونی سے کلیۃً منزہ تھا۔ علام الغیوب رازداں ہستی نے ان کے دِلوں کو جھانکا اور اُن کے اندرونہ دل کی تہاں در نہاں کیفیتوں پر نظر کر کے خود اپنے ہاتھ سے ان کو اٹھا کر نوازا اور

اَنْتَ وَجِيْهٌ فِيْ حَضْرَتِيْ اِخْتَرْتُكَ لِنَفْسِيْ

کا خطاب دیا۔ اور اس طرح دنیا جہان کے لئے ایک اُسوہ قائم کر کے یہ عقدہ حل فرما دیا کہ جو میرے لئے موت اختیار کرتے ہیں ان کو ایسی حیات بخشتا ہوں جس کے بعد پھر موت نہیں۔ اور جو میرے لئے ذلت قبول کرتے ہیں میں اُن کو ایسی عزت عطا کرتا ہوں جس کے بعد کوئی ذلت نہیں۔ غرض خدا کی کسی نعمت کو بھی چھوٹا سمجھ کر غفلت کرنا اور شکرِ نعمت میں ہر وقت سرشار نہ رہنا ایک رُوحانی موت کا مقام ہے۔ اور اس کی کسی عطا، انعام و دین کو اپنے کئے کا پھل، محنت کی کمائی یا علم و ہنر کا نتیجہ سمجھنا یقیناً بدنصیبی اور محرومی کا مترادف ہے۔ مَیں نے جو کچھ بھی لکھا اور ظاہر کیا کانپتے ہوئے دِل اور لرزتے ہوئے ہاتھوں سے ڈرتے ڈرتے خدا کی بے نیازی اور نکتہ گیری سے کانپتے کانپتے کیا ہے۔ ورنہ من آنم کہ من دانم والی بات ہے۔ کہاں مَیں کہ کفر و شرک کے اتھاہ گڑھے اور ظلمت و ضلالت کے بے پناہ سمندروں میں غرق، کہاں یہ فضل کہ نورِ ایمان عطا فرمایا۔ نعمتِ اسلام بخشی اور ایسا نوازا۔ ایسا نوازا کہ اس بزرگ و برتر ہستی کے قدموں میں لا ڈالا۔ اس کی زیارت کے لئے لاکھوں نہیں کروڑوں علماء اور اولیاءِ اُمّت ترستے ترستے ہی کُوچ کر گئے۔ یہ فضل، یہ کرم، یہ ذرہ نوازی یقیناً یقیناً سراسر احسان، سرتاپا فضل، اور ابتداء تا انتہاء موہبت اور بخشش ہی کا رنگ رکھتی ہے جس کے لئے میری رُوح آستانۂ اُلوہیت پر سربسجود ہے۔"

(الحکم ۷، ۱۴ اگست ۱۹۳۸ء)

(اصحابِ احمدؓ جلد نہم صفحہ ۴۵۹ تا ۴۶۱)

خطبہ جمعہ

نجات کے لئے شفاعت کی ضرورت ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نہایت درجہ مقدس اور بہت ہی مطہر ہے

کوئی انسان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر براہ راست اس وحدانیت کے اعلیٰ مرتبے تک نہیں پہنچ سکتا

خدا سے تعلق کا سب سے زیادہ یقینی اور قطعی اور آسان اور عمدہ رستہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق جوڑنا ہے

ارشاد حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۷ر وفا (جولائی) ۱۳۷۱ ہش / ۱۹۹۲ء بمقام مسجد فضل لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ○

(سورۃ المائدہ: آیت ۳۶)

بعدہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ مومنوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اس کی طرف جانے کے لئے وسیلہ ڈھونڈو۔ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ اور اس کی راہ میں جہاد کرو۔ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔ تاکہ تم نجات پاؤ۔

وسیلہ کا ایک عام معنی "ذریعہ" ہے یعنی ایسا راستہ جس سے انسان کسی جگہ تک پہنچتا ہے۔ کوئی ایسا طریق جس سے انسان کسی چیز کو اختیار کرتا ہے۔ کوئی آلہ کار جس سے مقصود حاصل ہو اور ان معنوں میں ہر وہ عمل جو خدا کی طرف لے کر جاتا ہو وہ وسیلہ ہے۔ ہر وہ دوست جس کا تعلق خدا کی طرف لے کر جائے وہ بھی وسیلہ ہے لیکن سب سے بڑھ کر خاص معنوں میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ہی وہ وسیلہ ہیں جن کا بطور خاص یہاں ذکر فرمایا گیا ہے۔ جیسی حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے جو دعا سکھائی کہ اذان کے بعد یہ دعا کیا کرو، اس دعا میں یہ الفاظ آتے ہیں۔ آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَهُ۔ کہ اے اللہ محمد کو وسیلہ بنا دے یا وسیلہ عطا فرما۔

میں نے "وسیلہ بنا دے" کا ترجمہ ان معنوں میں کیا ہے کہ وہ مقام عطا فرما جو وسیلہ کا مقام ہے۔ یہ اس کے معنی ہیں کیونکہ باقی سب مضمون اعلیٰ مراتب کے عطا کرنے کی دعا ہے۔ پس ان معنوں میں خدا سے تعلق کا سب سے زیادہ یقینی اور قطعی اور آسان اور عمدہ رستہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے تعلق جوڑنا ہے۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلے شفاعت کا مضمون سامنے آتا ہے کیونکہ اس تعلق کے نتیجہ میں شفاعت نصیب ہوتی ہے۔

عوام الناس میں شفاعت کا ایک ایسا مفہوم پایا جاتا ہے

جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں اور شفاعت کے مفہوم میں جو بہت ہی لطیف اور باریک در باریک مطالب ہیں ان سے نہ عوام الناس کو کوئی آگاہی ہے نہ ان علماء کو جو ان کی تربیت کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے عشق میں فنا تھے اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں بھی فنا تھے آپ کو جو عرفان نصیب ہوا ہے وہ دنیا کے علماء کو نصیب ہونا تو درکنار اس کی خاک کو بھی وہ نہیں پہنچ سکتے۔ یہ ایک خدا رسیدہ عالم کا اور ایک عام دنیا کے عالم کا فرق ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو تحریریں میں آج آپ کے سامنے رکھنے کے لئے چنی ہیں اس کو بغور سنیں تو آپ پر یہ مضمون خود بخود کھلتا چلا جائے گا۔ فرماتے ہیں:

"مذہبی مسائل میں سے نجات اور شفاعت کا مسئلہ ایک ایسا عظیم الشان اور مدار المہام مسئلہ ہے ..."

یعنی بہت ہی اہم مسئلہ ہے جس کو کسی قیمت پر بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

"... یہ تو ظاہر ہے کہ ہر ایک انسان طبعاً اپنے دل میں محسوس کرتا ہے کہ وہ صدہا طرح کی غفلتوں اور پردوں اور نفسانی جذبوں اور لغزشوں اور کمزوریوں اور جہالتوں اور قدم قدم پر تاریکیوں اور ٹھوکروں اور مسلسل خطرات اور وساوس کی وجہ سے اور نیز دنیا کی انواع و اقسام کی آفتوں اور بلاؤں کے سبب سے ایک ایسے زبردست ہاتھ کا محتاج ہے جو اس کو ان تمام مکروہات سے بچاوے۔ کیونکہ انسان اپنی فطرت میں ضعیف ہے اور وہ کبھی ایک دم کے لئے بھی اپنے نفس پر بھروسہ نہیں کر سکتا۔

یہ جو دلیل ہے یہ فطرت کی گواہی سے تعلق رکھنے والی دلیل ہے۔ انسانی فطرت سے تعلق رکھنے والی دلیل ہے۔ جو از خود ہر انسان کے دل سے پھوٹتی ہے۔ وہ تمام امور جن کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انسان کے روزمرہ کی زندگی کے تجارب کے سلسلہ میں ذکر فرمایا ہے یعنی ہوا سے نفس کی طرف سے اس کو ٹھوکر لگنا۔ غفلتوں کے پردوں میں انسان کا زندگی بسر کرنا، نفسانی جذبوں کے علاوہ دیگر لغزشیں اور کمزوریاں جو آئے دن اس سے سرزد ہوتی رہتی ہیں، لاعلمی کی ٹھوکریں، ایک انسان نیک نیت بھی ہو لیکن علم نہ ہو کہ رستہ کونسا ہے تو اس کی وجہ سے بھی وہ نقصان اٹھاتا ہے۔ قدم قدم پر تاریکیوں سے معاملہ ہے۔ کئی قسم کے اندھیرے رستے میں حائل ہو جاتے ہیں۔ صحیح رستہ بھی ہو تو پھر بھی انسان اندھیروں کی وجہ سے ٹھوکر کھا جاتا ہے۔ مسلسل خطرات ہیں۔ وساوس ہیں۔ کئی وساوس نفس سے پیدا ہوتے ہیں کئی ساتھی ہیں جن سے انسان اٹھتا بیٹھتا ہے ان کی طرف سے وساوس دل میں پیدا کئے جاتے ہیں اور طرح طرح کے مصائب ہیں جن سے انسان کو روزمرہ معاملہ ہے اور ان میں سے کوئی ایک بھی نہیں جس پر وہ اپنی ذاتی قوت کے ساتھ غلبہ پا سکے اور یقین سے کہہ سکے کہ مجھے اس طرف سے کوئی خوف نہیں رہا۔ زندگی کی کیفیت تو یہ ہے کہ ایک خوف سے بچتا ہے تو دوسرے میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ دوسرے سے بچتا ہے تو تیسرے میں مبتلا ہو جاتا ہے اور ساری زندگی مختلف قسم کے خوفوں میں ہی مبتلا ہوتی ہے۔

نیکی

سب سے بڑا خوف غفلت کا خوف ہے

جس کے نتیجہ میں خوف کا احساس مارا جاتا ہے اور یہ ساری چیزیں انسانی زندگی کے لئے، اس کی روحانی زندگی کے لئے ایک عظیم خطرہ ہے، مستقل خطرہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ نفس ناطقہ گواہی دیتا ہے۔ انسان کے اندر جو نفس موجود ہے وہ اُسے بتاتا ہے کہ ان میں سے کوئی بھی ایسا مقام نہیں، جہاں تم سہارے کے محتاج نہیں ہو۔ تمہیں ہر قدم پر سہارا چاہیئے۔ اندھیروں کی بات کریں تو روشنی بھی تو سہارا ہے اور غیب سے روشنی نصیب ہونا یہ بھی ایک سہارا ہے۔ جہالت کی بات کریں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عالم عطا ہو جاتا جو صحیح علم عطا کرے یہ بھی ایک سہارا ہے کہ انسان محض اپنے نفس پر بھروسہ نہیں کر سکتا۔ فرماتے ہیں کہ،

"..... اپنے نفس پر بھروسہ نہیں کر سکتا کہ خود بخود نفسانی ظلمات سے باہر آسکتا..."

پس نفس پر بھروسے کے ذریعہ انسان اعلیٰ مقاصد اور مطالب کو نہیں پا سکتا۔ فرماتے ہیں :۔

...."یہ تو انسانی کانشنس کی شہادت ہے۔" یعنی انسانی ضمیر کی گواہی ہے جو ہر انسان کو برابر عطا ہوا ہے۔ پھر ایک عقلی دلیل کی طرف متعطف ہوتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔۔" اور ماسوا اس کے اگر غور اور فکر سے کام لیا جائے تو عقل سلیم بھی اس کو چاہتی ہے۔" یعنی اگر انسان کانشنس کو چھوڑ کر عقل کے ذریعہ ایک صحیح نتیجہ اخذ کرنے کی کوشش کرے تو وہ نتیجہ پھر وہی ہوگا۔ جو اس کے ضمیر نے پہلے سے نکال رکھا ہے اور بعض دفعہ ایک ضمیر لمبی غفلتوں کے نتیجہ میں نیم جان سا ہو چکا ہوتا ہے۔ بعض دفعہ اس کی آواز اتنی کمزور ہو جاتی ہے کہ انسان تک پہنچتی نہیں ہے اور جیسے وہ ضمیر کی آواز سمجھ رہا ہے۔ وہ اس کی بگڑی ہوئی حالتوں کی آواز ہوتی ہے پس عقل کی بھی ضرورت ہے۔ جو بیرونی نظر سے دیکھے اور ذاتی جذبات کے الجھاؤ سے بالا ہو کر وہ اطراف پر نظر ڈالے اور ایک نتیجہ اخذ کرے تو فرماتے ہیں کہ۔۔"عقل سلیم بھی اس کو چاہتی ہے کہ نجات کے لئے شفیع کی ضرورت ہے۔" اب جوں جوں ہم آگے بڑھیں گے تو شفاعت کا مضمون اور کھلتا چلا جائے گا۔ فرماتے ہیں۔۔" نجات کے لئے شفاعت کی ضرورت ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نہایت درجہ تقدس اور تطہیر کے مرتبہ پر ہے اور انسان نہایت درجہ ظلمت اور معصیت اور آلودگی کے گڑھے میں ہے۔" اللہ تعالیٰ ایک پاک ذات ہے جس کی قدوسیت وہم و گمان سے بالا ہے اور وہ اپنے تطہیر میں اپنی پاکیزگی میں اتنا بلند اور اتنا مصفّٰی اور شفاف ہے کہ کدورتوں سے اس کا کوئی رابطہ کسی صورت دکھائی نہیں دیتا۔ اس کے برعکس

انسان ہر قسم کی مذلتوں میں گرا ہوا ہے

ہر قسم کے گناہوں میں ملوث، ہر قسم کی نفسانی آلودگیوں میں الجھا ہوا اور ان دنیاوی گندوں سے لت پت ہے فرمایا کہ۔ کیسے وہ تعلق قائم ہو کہ ایک طرف قدوس ذات ہے اور دوسری طرف گناہوں میں مبتلا انسان تو فرماتے ہیں۔۔" اور بوجہ فقدان مناسبت اور مشابہت عام طبقہ انسانی گروہ کا اس لائق نہیں کہ وہ براہ راست خدا تعالیٰ سے فیض پاکر مرتبہ نجات کا حاصل کر لیں۔۔۔" عوام الناس کا جہاں تک تعلق ہے ان کے بس کی بات نہیں کہ ان گندی حالتوں میں اللہ تعالیٰ سے براہ راست فیض پا سکیں۔"پس اس لئے حکمت اور رحمت الٰہی نے یہ تقاضا فرمایا کہ نوع انسان اور اللہ تعالیٰ میں بعض افراد کاملہ جو اپنی فطرت میں ایک خاص فضیلت رکھتے ہوں درمیان واسطہ ہوں۔" یعنی ایسے لوگ جن کو خدا تعالیٰ نے غیر معمولی شفاف فطرت عطا فرمائی ہے وہ عوام الناس اور خدا تعالیٰ کے درمیان ایک رابطہ بن جائیں۔۔۔۔" وہ اس قسم کے انسان ہوں جن کی فطرت نے کچھ حصہ صفات لاہوتی سے لیا ہو

اور کچھ حصہ صفات ناسوتی سے۔۔۔"

لاہوت، صوفیاء کی اصطلاح میں اس عالم کا نام ہے جس میں صفات الٰہی جلوہ گر ہیں۔ اور خدا کے سوا اور کچھ نہیں ہے وہی ہے اور وہی ہے اور وہی ہے اور اس کے سوا کچھ نہیں ہے اس کو لاہوتی مقام کہتے ہیں اور ناسوتی مقام انسانوں سے تعلق کا مقام ہے جس میں انسانوں کی ہر قسم کی مخلوق موجود ہے اور مخلوق میں سے اوّل درجہ پر انسان ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :"۔۔۔ وہ اس قسم کے انسان ہوں جن کی فطرت نے کچھ حصہ صفات لاہوتی سے لیا ہو اور کچھ حصہ صفات ناسوتی سے تا بباعث لاہوتی مناسبت کے خدا سے فیض حاصل کریں۔۔۔" ان میں بعض صفات ایسی ہوں جن میں گندگی کا کوئی ذرہ بھی شائبہ نہ ہو۔ ایسی پاک صفات ہوں کہ گویا انہوں نے خدا کی صفات سے حصہ لے لیا ہے اور کچھ صفات بنی نوع انسان سے تعلق رکھنے والی صفات ہوں۔ وہ

انسانیت اور الوہیت کا سنگم بن جائیں۔

اور اس طرح ان کو ایک طرف سے خدا تعالیٰ سے فیض پہنچے اور دوسری طرف اپنے انسانی تعلق کی وجہ سے اس فیض کو انسانوں میں جاری فرما سکیں فرماتے ہیں :۔۔

"۔۔۔ تا بباعث لاہوتی مناسبت کے خدا سے فیض حاصل کریں اور بباعث ناسوتی مناسبت کے اس فیض کو جو اوپر سے لیا ہے نیچے کو یعنی بنی نوع کو پہنچا دیں۔ اور یہ کہنا واقعی صحیح ہے کہ اس قسم کے انسان بوجہ زیادت کمال لاہوتی اور ناسوتی کے دوسرے انسانوں سے ایک خاص امتیاز رکھتے ہیں۔ گویا ایک مخلوق ہی الگ ہے کیونکہ جس قدر ان لوگوں کو خدا کا جلال اور عظمت ظاہر کرنے کے لئے جوش دیا جاتا ہے۔ اور جس قدر ان کے دلوں میں وفاداری کا مادہ بھرا جاتا ہے اور پھر جس قدر بنی نوع کی ہمدردی کا جوش ان کو عطا کیا جاتا ہے وہ ایک ایسا امر فوق العادت ہے جو دوسرے کے لئے اس کا تصور کرنا بھی مشکل۔ ہاں یہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ یہ تمام اشخاص ایک مرتبہ پر نہیں ہوتے بلکہ ان فطرتی فضائل میں کوئی اعلیٰ درجہ پر ہے کوئی اس سے کم اور کوئی اس سے کم۔"

یہ وہ مضمون ہے جس کو سمجھنے کے بعد شفاعت کا مضمون پھر اور زیادہ واضح طور پر انسان کے دل اور عقل میں سرایت کر جاتا ہے۔ اس مضمون کو بیان کرنے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اب دل، ضمیر اور عقل کی ایک مشترکہ گواہی پیش کرتے ہیں۔ کس خوبصورتی سے آپ نے اس مضمون کا ارتقاء فرمایا ہے۔ پہلے ضمیر کی آواز جو سب انسانوں میں قدر مشترک ہے پھر عقل سلیم کی آواز جو تمام انسانوں میں قدر مشترک ہے۔ پھر فرماتے ہیں :۔۔"ایک سلیم العقل کا پاک کانشنس سمجھ سکتا ہے۔۔" وہ شخص جو سلیم العقل ہو اور اس کا ضمیر بھی پاک ہو اور ضمیر مختلف قسم کی آلودگیوں سے گندا نہ ہو چکا ہو۔ اس کے اندر کوئی رخنہ نہ پیدا ہو چکا ہو۔ فرماتے ہیں یہ وہ مقام ہے جہاں شفاعت کا مضمون سمجھ آتا ہے اور۔۔۔"ایک سلیم العقل کا پاک کانشنس سمجھ سکتا ہے کہ

شفاعت کا مسئلہ کوئی بناوٹی اور مصنوعی مسئلہ نہیں ہے

بلکہ خدا کے مقرر کردہ انتظام میں اندر سے اسکی نظیریں موجود ہیں اور قانون قدرت میں اسکی شہادتیں صریح طور پر ملتی ہیں۔۔۔" اندر کی جو علامتیں ہیں وہ انسانی نفوس سے تعلق رکھنے والی ہیں۔ بیرونی شہادتیں آفاق سے تعلق رکھنے والی ہیں اور یہ دونوں شہادتیں ہیں جن کا قرآن کریم نے ذکر فرمایا ہے کہ ہم تمہارے نفوس میں بھی شہادتیں عطا کرتے ہیں۔ اگر غور کرو تو تمہیں وہاں سے بھی شہادتیں مل سکتی ہیں اور آفاق میں بھی شہادتیں ہیں۔ اگر عقل سلیم سے کام لیتے ہوئے بیرونی نظر سے بھی دیکھو تو تمہیں ہر جگہ حق کی شہادت مل جائیگی۔ فرماتے ہیں۔۔۔" اب شفاعت کی فلاسفی یوں سمجھنا چاہیئے کہ شفیع وہ [illegible]

جفت کو کہتے ہیں۔" یعنی جوڑے کو، دو ہونے کو۔ دو کے اکٹھا ہونے کو قرآن کریم میں "والشَّفْعِ وَالْوَتْرِ" (سورۃ الفجر: آیت ۴) آتا ہے کہ جفت کی دو کی گواہی ہے اور اکیلے کی بھی گواہی ہے تو فرمایا کہ:

"...... شفیع لغت میں جفت کو کہتے ہیں۔ پس شفاعت کے لفظ میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ ضروری امر جو شفیع کی صفات میں سے ہوتا ہے یہ ہے کہ اس کو دو طرفہ اتحاد حاصل ہو......"

اب شفیع جو شفاعت کا موجب بنتا ہے اور وسیلہ بنتا ہے اس میں کیا صفات ہونی چاہئیں، فرماتے ہیں جو مضمون ہم بیان کر چکے ہیں اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ ایک شفیع میں دو قسم کے تعلق ہونے ضروری ہیں۔

"...... ایک طرف اس کے نفس کو خدا تعالیٰ سے تعلق شدید ہو ایسا کہ گویا کہ وہ کمال اتحاد کے سبب حضرت احدیت کے لئے بطور جفت اور پیوند کے ہو......" یعنی خدا تعالیٰ سے اتنا گہرا تعلق ہو جیسے ایک قلم دوسرے درخت میں لگ جاتی ہے۔ اور اتنا گہرا واسطہ ہو کہ گویا ایک ہی وجود بن گئے ہیں۔

"...... اور دوسری طرف اس کو مخلوق سے بھی شدید تعلق ہو گویا وہ اُن کے اعضاء کی ایک جزو ہو۔ پس شفاعت کا اثر مترتب ہونے کے لئے درحقیقت یہی دو جُز ہیں جن پر ترتب اثر موقوف ہے......" فرمایا: یہ دونوں صفات جس حد تک کسی انسان میں پائی جائیں گی اسی حد تک اس کی شفاعت کا مضمون مترتب ہوگا۔ پس اس پہلو سے مختلف درجے ہیں۔ مختلف انبیاء ہیں۔

ہر نبی اپنی قوم کیلئے خاص حالات میں شفیع بنا اور قیامت کے دن بھی شفیع ہوگا۔

لیکن ان دونوں صفات کے لحاظ سے ان کا معراج ہمیں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں دکھائی دیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:......

"یہی راز ہے جو حکمت الٰہیہ نے آدم کو ایسے طور سے بنایا کہ فطرت کی ابتداء سے ہی اُس کی سرشت میں دو قسم کے تعلق قائم کر دیئے یعنی ایک تعلق تو خدا سے قائم کیا۔ جیسا کہ قرآن شریف میں فرمایا فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ۔ یعنی جب میں اُس کو ٹھیک ٹھیک بناؤں اور میں اپنی رُوح اُس میں پھونک دوں تو اے فرشتو اُسی وقت تم سجدہ میں گر جاؤ۔ مذکورہ بالا آیت سے صاف ثابت ہے کہ خدا نے آدم کو اس کی پیدائش کے ساتھ ہی اپنی رُوح پھونک کر اُس کی فطرت کو اپنے ساتھ ایک تعلق قائم کرایا۔ سو یہ اس لئے کیا گیا کہ تا انسان کو فطرتاً خدا سے تعلق پیدا ہو جائے۔ ایسا ہی دوسری طرف یہ بھی ضروری تھا کہ ان لوگوں سے بھی فطرتی تعلق ہو۔ جو بنی نوع کہلائیں گے۔ کیونکہ جبکہ ان کا وجود آدم کی ہڈی میں سے ہڈی اور گوشت میں سے گوشت ہوگا۔ تو وہ ضرور اس رُوح میں سے بھی حصہ لیں گے جو آدم میں پھونکی گئی پس اس لئے آدم طبعی طور پر اُن کا شفیع ٹھہرے گا۔ کیونکہ بباعث نفخ رُوح جو راستبازی آدم کی فطرت کو دی گئی ہے۔

نفخ روح سے مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہونا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہونا اور تعلق کا مختلف رنگ میں اظہار ہونا۔ اس کے نتیجہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ آدم کو راستبازی عطا ہوتی ہے۔ کیونکہ جس کا خدا سے تعلق ہو اور جس کو خدا سے تعلق ہو جائے اس کو ضرور راستبازی عطا ہوتی ہے۔ یہ آدم کی فطرت کو دی گئی ہے۔

"...... ضرور ہے کہ اُس کی راستبازی کا کچھ حصہ اس شخص کو بھی ملے جو اس میں سے نکلا ہے......"

پس انسانی فطرت میں نیکی کی جو سرشت پائی جاتی ہے یہ وہ مضمون ہے جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام وراثت کے مضمون کے طور پر بیان فرما رہے ہیں۔ اس کے برعکس جو عیسائی نظریہ ہے وہ گندگی کا وراثت میں جاری ہوتا ہے اور گناہ کا وراثت میں جاری ہونا ہے۔ دیکھیں پاک سرچشمے سے کیسے پاک خیالات پھوٹتے ہیں اور جو چشمہ گندا ہو چکا ہو جس کا اپنی نبوت سے تعلق منقطع ہو چکا ہو وہ اس پاک پانی کو کیسے گدلا کر دیتا ہے۔ قرآن کریم نے اسی کی گواہی دی ہے کہ ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے اور ہر بچہ نیکی اور اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ یہ وہ گواہی ہے۔ جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس رنگ میں بیان فرما رہے ہیں کہ نیکی موروثی ہے۔ بدی موروثی نہیں ہے۔ بدی بعد کے اثرات سے پیدا ہوتی ہے لیکن فطرت میں جو چیز داخل فرما دی گئی ہے جس سے انسان کا خمیر اٹھایا گیا ہے وہ نیکی ہی ہے تو فرمایا کہ:

"...... اُس کی راستبازی کا کچھ حصہ اس شخص کو بھی ملے جو اس میں سے نکلا ہے۔ جیسا کہ ظاہر ہے کہ ہر ایک جانور کا بچہ اس کی صفات اور افعال میں سے حصہ لیتا ہے اور دراصل شفاعت کی حقیقت بھی یہی ہے کہ فطرتی وارث اپنے مورث سے حصہ لے کیونکہ ابھی ہم بیان کر چکے ہیں کہ شفاعت کا لفظ شفع کے لفظ سے نکلا ہے جو زوج کو کہتے ہیں۔ پس جو شخص فطرتی طور پر ایک دوسرے شخص کا زوج ٹھہر جائے گا ضرور اُس کی صفات میں سے حصہ لے گا۔

اسی اصول پر تمام سلسلہ خلقی توارث کا جاری ہے۔ انسان کا بچہ انسانی قویٰ میں سے حصہ لیتا ہے اور گھوڑے کا بچہ گھوڑے کے قویٰ سے حصہ لیتا ہے۔ اور اس وراثت کا دوسرے لفظوں میں شفاعت سے فیضیاب ہوتا ہے کیونکہ جب شفاعت کی اصل شفع یعنی زوج ہے پس تمام مدار شفاعت سے فیض اٹھانے کا اس بات پر ہے کہ جس شخص کی شفاعت سے آدمی مستفیض ہونا چاہتا ہے اس سے فطرتی تعلق اس کو حاصل ہوتا ہے تا جو کچھ اس کی فطرت کو دیا گیا ہے اس کی فطرت کو بھی وہی ملے......"

یہ مضمون ارتقائی طور پر اب ایک اور منزل میں داخل ہو گیا ہے۔ اس سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بیان فرمایا کہ شفاعت کا ایک پہلو ہے جو انسان نے وراثۃً حاصل کیا ہے یعنی آدم کو خدا تعالیٰ نے جو اپنی محبت عطا فرمائی اور الہام سے اس کی سرشت کو صیقل فرمایا اور اس کو پاک اور شفاف کیا یہ وہبیت یعنی خدا تعالیٰ کی طرف سے جو یہ عطا تھی یہ آدم تک ہی نہیں رُکی بلکہ اس کی نسلوں میں جاری ہوئی اور یہ وراثۃً شفاعت سے حصہ لینا ہے۔ اب فرماتے ہیں کہ

کسی طور پر بھی شفاعت سے حصہ لینا ضروری ہے۔

صرف وراثت تک اس مضمون کو چھوڑ دینا کافی نہیں۔ چنانچہ اس کا مطلب یہ بنے گا کہ وہ اہل اللہ، وہ پاک لوگ جن کو خدا اعلیٰ مراتب عطا فرماتا ہے اور اعلیٰ کمالات بخشتا ہے اُن سے تعلق خود بخود جوڑ کر انسان کے لئے لازم ہے کہ ان کا روحانی وارث بنے اور محض اس خوابیدہ سی وراثت پر اکتفا نہ کرے جو خون سے نسلاً بعد نسل اس کے اندر منتقل ہوتی چلی آرہی ہے کیونکہ وہ وراثت دب جاتی ہے۔ دیگر عوامل اور دیگر ایسے بہت سے اسباب ہیں جن کے نیچے دب کر وہ مغلوب ہو جاتی ہے۔ پس دیکھیں کہ ہر انسان جو فطرت پر پیدا ہوتا ہے اور ہر بچہ جو سلیم فطرت اور نیکیاں لے کر آتا ہے ان کی کتنی بھاری اکثریت ہے جو خوفناک بدیوں میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ ان کے مزاج بگڑ جاتے ہیں۔ ان کے دل کی کیفیتیں گندی ہو جاتی ہیں۔ وہ پانی جو آسمان سے صاف اور شفاف نازل ہوا تھا وہ ایسا زہریلا ہو جاتا ہے کہ ان کے اردگرد ان کے ماحول میں بھی ان کی پھونکوں سے لوگ مرتے ہیں تو یہ جو غیر معمولی طور پر انقلابی کیفیت اور جو کایا پلٹنے والی کیفیت پیدا ہوتی ہے یہ بتاتی ہے کہ محض موروثی نیکی کافی نہیں، اگر اس کے ساتھ وہبی نیکی شامل نہ ہو اور وراثت کا مضمون اس کے ساتھ بھی تعلق رکھتا ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اُن لوگوں سے تعلق قائم کرو جن پر خدا تعالیٰ کی وحی نازل ہوتی ہو جن کی روح کو خدا تعالیٰ

سے خود اپنے ہاتھ سے گنوایا ہو اور اللہ سے روحانی ورثہ حاصل کرو۔ یہ مضمون جب حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے تعلق میں سوچا اور سمجھا جائے تو شفاعت کا اصل اور اعلیٰ مفہوم انسان پر روشن ہو جاتا ہے۔

شفاعت کا معنی یہ نہیں ہے کہ محض گناہ کرنے کے بعد گنہگاروں کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم فرما دیں گے کہ اے خدا ان کو معاف کر دے اور چھٹی کر۔ ان کی بخشش کے انتظام اس دنیا میں کرتے رہے اور کر گئے ہیں اور وراثۃً وہ فیض پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔ فرمایا: اس فیض سے حصہ پاؤ۔ وہ دولت جو بے حساب ہے۔ اس کا کوئی شمار ممکن نہیں، وہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے فیضان کی دولت ہے جو ایک بہتا ہوا ابدی طور پر بہنے والا اور نہ ختم ہونے والا دریا ہے۔

اُس سے تعلق جوڑو گے تو تمہاری ہر قسم کی پیاس بجھے گی۔

تمہاری ہر قسم کی گندگی دور ہو گی اور اس سے شفیع پیدا کرو۔ اس کے ساتھ پیوستہ ہو جاؤ۔ اس کے ساتھ چمٹ جاؤ اور پھر نہیں صحیح معنوں میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی شفاعت نصیب ہو گی۔ یہ نصیب ہو جائے تو پھر قیامت کی شفاعت اس کا ایک منطقی نتیجہ ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے اس دنیا میں حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے بڑے خلوص کے ساتھ جس کا دل کی گہرائی سے تعلق تھا، ایک خلوص کا دعویٰ ہی نہیں تھا بلکہ سارا وجود اس خلوص میں ان کے ساتھ شامل ہو گیا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے تعلق قائم کیا۔ اس نیت سے تعلق قائم کیا کہ آپ کے وسیلے سے خدا سے تعلق قائم ہو گا اور وہ الٰہی صفات جو سب سے زیادہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم میں جلوہ گر ہوئیں اور کبھی کسی اور نبی میں اس سے پہلے جلوہ گر نہیں ہوئیں اور کبھی آپ کے بعد کسی آدم کی اولاد میں اُن کے اس شان سے جلوہ گر ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ان معنوں میں وہ نبی بھی یکتا ہے اور خدا تعالیٰ کی توحید کا ایک مظہر کامل بن جاتا ہے۔ وہاں سے تعلق جوڑو اور اس کی صفات سے حصہ پاؤ۔ اپنے وجود کو جتنا مٹاتے چلے جاؤ گے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے وجود میں مدغم ہوتے چلے جاؤ گے تو ان معنوں میں ایک اور مقام وحدانیت ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا ہوا۔ آپ نے اپنے وجود کو مٹا کر آنحضرت ﷺ کے وجود میں اپنے آپ کو کلیۃً غائب کر دیا اور سراسر ایک وجود میں کھو گئے۔ پس جس طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اللہ کے وجود میں کھو کر وحدانیت کا ایک نمونہ دکھایا۔ آئندہ تمام بنی نوع انسان کے لئے اس وحدانیت تک پہنچنے کا یہ وسیلہ ہے۔ کوئی انسان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو چھوڑ کر براہ راست اس وحدانیت کے اعلیٰ مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ محمد ﷺ کے ساتھ مل کر یکتا ہو جائے تب وہ یکتا کو پا سکے گا اس کے سوا یکتا تک پہنچنے کا اور کوئی رستہ نہیں ہے۔ یہ وہ مضمون ہے جسے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رفتہ رفتہ مختلف منازل میں سمجھا سمجھا کر بیان فرما رہے ہیں۔ فرماتے ہیں وہ تو ایک ورثہ تھا جو تمہیں از خود مل گیا۔ یہ درست ہے لیکن اس کے بعد کسب کی بھی ضرورت پیش آئے گی۔

"…….. یہ تعلق جیسا کہ طبعی طور پر انسانی فطرت کا جزو ہے کہ ایک انسان دوسرے انسان کی جنس سے ہے ایسا ہی کسبی طور پر بھی یہ تعلق زیادت پذیر ہے۔ یعنی جب ایک انسان یہ چاہتا ہے کہ جو فطرتی محبت اور فطرتی ہمدردی بنی نوع کی اس میں موجود ہے اس میں زیادت ہو تو بقدر اندازہ فطرت اور مناسبت سے زیادت بھی ہو جاتی ہے۔"

پس جو ورثہ ملا ہے وہ اسی حد تک رکھے جانے کے لائق نہیں بلکہ اس کو بڑھانا ضروری ہے اور اگر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے فیض کے سمندر سے اس ورثے کا تعلق قائم کر دیا جائے تو وہ ورثہ اتنا بڑھ سکتا ہے کہ ایک عام انسان کی نظر میں گویا ناپیدا کنار ہو جائے۔ اس کی مثال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یوں دیتے ہیں کہ

ہر انسان میں محبت کا مادہ ہے۔

چنانچہ ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ انسان دراصل "اُنْسَانِ" تھا اُنس کا مطلب ہے: تعلق۔ ایک اُنس کو عربی میں اُنس کہتے ہیں دو اُنس ہوں تو ان کو اُنْسَان کہا جاتا ہے تو فرمایا: دراصل انسان دو اُنسوں سے بنا ہے۔ ایک اللہ کا اُنس جو اس کی فطرت میں ودیعت ہوا اور ایک بنی نوع انسان کا اُنس۔ یعنی اپنے ہم جولیوں اور ساتھیوں اور اپنے ہم نوع لوگوں کا اُنس جو اُنسیت اور الفت ملا۔ فرماتے ہیں یہ اُنس تو ہر ایک میں پایا جاتا ہے مگر یہ اُنس عشق کی حالت میں کبھی کبھی تموّج اختیار کرتا ہے اور اس کے لئے انسان کو خاص محنت کرنی پڑتی ہے۔ ایک خاص قسم کی محبت کمانی پڑتی ہے۔ فرماتے ہیں:

"……. اسی بناء پر قوت عشقی کا تموّج بھی ہے کہ ایک شخص ایک شخص سے اس قدر محبت بڑھاتا ہے کہ بغیر اس کے دیکھنے کے آرام نہیں کر سکتا۔ آخر اس کی شدت محبت اس دوسرے شخص کے دل پر بھی اثر کرتی ہے……"

یہ وہی بات ہے کہ عشق اوّل در دلِ معشوق پیدا می شود۔ جس کے دل میں پہلے محبت پیدا ہوتی ہے اُسے ان معنوں میں معشوق کہا گیا ہے کہ وہ عاشق بنانے والی محبت ہوتی ہے۔

"……. اور جو شخص انتہاء درجہ پر کسی سے محبت کرتا ہے وہی شخص کامل طور پر اور سچے طور پر اس کی بھلائی بھی چاہتا ہے……"

پس ایسی محبت جو بظاہر حد سے بہت بڑھی ہوئی دکھائی دے لیکن محبت کرنے والا انسان کو گناہوں میں مبتلا کر دے اور شخص اپنے نفس کی خواہش کے نتیجہ میں اس کا دین بھی برباد کر دے اور اس کی دنیا بھی تباہ کر دے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاکیزہ اور قابل اعتماد کسوٹی کے مطابق وہ جھوٹی محبت ہے۔ فرماتے ہیں: جب محبت بہت بڑھ جاتی ہے تو پھر جس شخص سے محبت کی جاتی ہے اس کی بھلائی کے سوا انسان کچھ چاہ ہی نہیں سکتا۔ یہ ناممکن ہے کہ کسی معنوں میں بھی اس کی بدی کا تصور کر سکے۔ اپنے آپ کو ہلاک کر لے گا لیکن یہ پسند نہیں کرے گا کہ اس کے محبوب کو کوئی ضرر پہنچے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

"…….. یہ امر بچوں کی نسبت ان کی ماؤں کی طرف سے مشہود اور محسوس ہے" یعنی بچے جانتے ہیں کہ کس طرح مائیں ان سے محبت کرتی ہیں اور کس طرح ہر آن ہر لمحہ ان کی بھلائی چاہتی ہیں۔ پھر فرماتے ہیں:

(ایک پیرا چھوڑ کر میں آگے جاتا ہوں)

"…….. پس اس تقریر سے صاف ظاہر ہے کہ کامل انسان جو شفیع ہونے کے لائق ہو وہی شخص ہو سکتا ہے جس نے ان دونوں تعلقوں سے کامل حصہ لیا ہو اور کوئی شخص بغیر ان ہر دو قسم کے کمال کے انسان کامل نہیں ہو سکتا……" شفیع وہ ہے جس نے دونوں سے حصہ لیا ہو۔ اس میں تمام انبیاء شریک ہیں اور انبیاء سے نیچے اتر کر صلحاء اور خدا کے وہ سب پاک راستباز بندے جو خدا کی صفات سے کچھ حصہ لیتے اور بنی نوع انسان کی محبت سے بھی حصہ لیتے ہیں

اور ایک فیض کو دوسرے کی طرف جاری کرتے رہتے ہیں لیکن اس سے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ کوئی شخص بغیر ان ہر دو قسم کے کمال کے انسانِ کامل نہیں ہو سکتا یعنی یہ فیض تو سب کو ملے لیکن

انسانِ کامل ایک ہی ہے یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم

فرمایا:
"...... اس لئے آدم کے بعد بھی سنت اللہ اسی طرح پر جاری ہوئی کہ کامل انسان کے لئے جو شفیع ہو سکتا ہے یہ دونوں تعلق ضروری ٹھہرائے گئے ......"

یہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام عام معنوں میں "کامل" استعمال فرما رہے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی طرف اشارے کے معنوں میں نہیں بلکہ ان معنوں میں کہ ہر نبی اپنی استعدادوں کے مطابق اپنے درجہ کمال کو پہنچ جاتا ہے اور اس کا درجہ کمال یہی ہے کہ اس میں یہ دونوں صفات برابر ترقی کریں۔ خدا کی محبت بھی اور بنی نوع انسان کی محبت بھی اور جتنی اس کو توفیق ہے اس کے انتہا تک پہنچ جائے تب وہ شخص درجہ کمال تک پہنچا ہوا کہلائے گا تب اللہ تعالیٰ سے اس پر نعمت کا اتمام ہوگا اور وہ مأمور فرمایا جائے گا۔ فرمایا:
"...... یعنی ایک یہ تعلق کہ ان میں آسمانی روح پھونکی گئی اور خدا سے ایسا ان سے اتصال کیا کہ گویا ان میں اتر آیا اور دوسرے یہ کہ بنی نوع کی زوجیت کا وہ جوڑ جو حوا اور آدم میں باہمی ہمدردی اور محبت کے ساتھ مستحکم کیا گیا تھا ان میں سب سے زیادہ چمکایا گیا ......"

یہ نسبی جو انسانی ہیں داخل فرمایا گیا ہے اس کا منبع اور سرچشمہ خاوند اور بیوی کا تعلق ہے۔ یہ وہ مضمون ہے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آدم اور حوا کے حوالے سے ہمیں سمجھا رہے ہیں۔ فرمایا:
"...... اسی تحریک سے ان کو بیویوں کی طرف بھی رغبت ہوئی اور یہی ایک اول علامت اس بات کی ہے کہ ان میں بنی نوع کی ہمدردی کا مادہ ہے اور اسی کی طرف وہ حدیث اشارہ کرتی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ خیرکم خیرکم لاھلہ یعنی تم میں سے سب سے زیادہ بنی نوع انسان کے ساتھ بھلائی کرنے والا وہی ہو سکتا ہے کہ پہلے اپنی بیوی کے ساتھ بھلائی کرے۔ مگر جو شخص اپنی بیوی کے ساتھ ظلم اور شرارت کا برتاؤ رکھتا ہے ممکن نہیں کہ وہ دوسروں کے ساتھ بھی بھلائی کر سکے کیونکہ خدا نے آدم کو پیدا کر کے سب سے پہلے آدم کی محبت کا مصداق اس کی بیوی کو ہی بنایا ہے ......"

اور سارے محبت کے تعلق اسی سے پھوٹتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آگے جا کر اس مضمون کی مختلف شاخیں بناتے اور دکھاتے ہیں کہ دیکھو اس رشتے سے پھر آگے تعلق کے کتنے رشتے پھوٹتے ہیں۔
"...... پس جو شخص اپنی بیوی سے محبت نہیں کرتا یا اس کی خود بیوی ہی نہیں وہ کامل انسان ہونے کے مرتبہ سے گرا ہوا ہے۔"

یہاں اصل میں حضرت مسیحؑ پر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی فضیلت کے بیان کا مضمون ہے۔ اب وہ لوگ جو عیسائی دنیا میں رہتے ہیں ان کے سامنے یہ بات پیش کی جاتی ہے کہ دیکھو مسیحؑ نے جو شادی نہیں کی تو وہ معصوم تھا شادی کرنے والے کیسے معصوم ہوئے اس مضمون کو بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لکھتے ہیں کہ: "...... شفاعت کی دو شرطوں میں سے ایک شرط اس میں مفقود ہے اس لئے اگر عصمت اس میں پائی بھی جائے تب بھی وہ شخص شفاعت کرنے کے لائق نہیں ......"

یاد رکھیں کہ یہاں یہ مراد نہیں ہے کہ حضرت مسیحؑ شفاعت کے لائق نہیں تھے۔ بعض شیعہ سمجھ علماء نے ڈھونڈ کر ایسی عبارتوں سے غلط نتیجہ اخذ کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا طریق یہ ہے کہ بعض دفعہ نام لے کر بعض دفعہ نام لئے بغیر عیسائیوں کے ان جھوٹے اعتراضوں کا جواب دیتے ہیں جو ان صفات پر مبنی تھے جو ان کے فرضی مسیح میں پائی جاتی تھیں اور جو ان کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم میں نہیں پائی جاتی تھیں۔ جب بھی عیسائیوں کی طرف سے ایسی گستاخی کی گئی تو ان کے اپنے معتقدات کی رو سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ملزم ثابت فرمایا۔ یہ مضمون ہے لیکن ہرگز یہ مراد نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک حضرت مسیحؑ اپنی قوم کے لئے شفیع نہیں تھے کیونکہ دوسری عبارتوں میں جہاں حقیقی مسیح کی بات ہوتی ہے۔

وہ مسیحؑ جو عیسائیوں کے تخیل کی پیداوار نہیں

بلکہ خدا کی مخلوق تھا اور خدا نے اسے خود صیقل فرمایا تھا۔ خدا نے اس میں روح پھونکی تھی اس مسیحؑ کا جب ذکر آتا ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دل محبت سے اچھلنے لگتا ہے اور بے اختیار اس مسیح کی پاکیزگی بیان فرماتے ہیں۔ پس یہاں جو مضمون ہے وہ ایک منطقی مضمون ہے جو عیسائیوں کے بیہودہ لغو اعتراضات کو مدنظر رکھ کر بیان فرمایا کہ اگر تمہارے نزدیک معصومیت یہی ہے کہ انسان شادی ہی نہ کرے تو یہ معصومیت تو دیوانوں کو بھی حاصل ہو جاتی ہے یہ معصومیت تو ایسے لوگوں کو جو شادی کے لائق نہیں انکو بھی حاصل ہو جاتی ہے ہیجڑوں کو بھی حاصل ہو جاتی ہے معصومیت تو یہ لیکن شفاعت نہیں اس معصومیت کے نتیجہ میں شفاعت داخل نہیں قرار پاتی۔ فرماتے ہیں "...... اور شفاعت کی دو شرطوں میں سے ایک شرط اس میں مفقود ہے اس لئے اگر عصمت اس میں پائی بھی جائے تب بھی وہ شفاعت کرنے کے لائق نہیں۔ لیکن جو شخص کوئی بیوی نکاح میں لاتا ہے۔ وہ اپنے لئے بنی نوع کی ہمدردی کی بنیاد ڈالتا ہے کیونکہ ایک بیوی بہت سے رشتوں کا موجب ہو جاتی ہے اور بچے پیدا ہوتے ہیں۔ ان کی بیویاں آتی ہیں اور بچوں کی نانیاں اور بچوں کے ماموں وغیرہ ہوتے ہیں ......"

یعنی دونوں طرف کے تعلقات سے انسان آزمایا جاتا ہے اور دونوں طرف کے تعلقات کے بیج بوئے جاتے ہیں۔ پس دیکھیں کہ میاں اور بیوی کے تعلقات کتنی بڑی اہمیت اختیار کر جاتے ہیں۔
"...... اور اس طرح پر ایسا شخص خواہ نخواہ محبت اور ہمدردی کا عادی ہو جاتا ہے۔ اور اس کی اس عادت کا دائرہ وسیع ہو کر سب کو اپنی ہمدردی سے حصہ دیتا ہے۔ لیکن جو لوگ جوگیوں کی طرح نشوونما پاتے ہیں ان کو اس عادت کے وسیع کرنے کا کوئی موقع نہیں ملتا اس لئے ان کے دل سخت اور خشک رہ جاتے ہیں ......"

پھر فرماتے ہیں: "...... شخص شفیع کے لئے جیسا کہ ابھی میں نے بیان کیا ہے ضروری ہے کہ خدا سے اس کو ایک ایسا گہرا تعلق ہو کہ گویا خدا اس کے دل میں اترا ہوا ہو اور اس کی تمام انسانیت مر کر بال بال میں لاہوتی تجلی پیدا ہو گئی ہو۔ اور اس کی روح پانی کی طرح گداز ہو کر خدا کی طرف بہ نکلی اور اس طرح پر قرب کے انتہائی نقطہ پر جا پہنچی ہو۔ اور اسی طرح شفیع کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ جس کے لئے وہ شفاعت کرنا چاہتا ہے اس کی ہمدردی میں اس کا دل ہاتھ سے نکلا جاتا ہو ایسا کہ عنقریب اس پر غشی طاری ہو گی۔ اور گویا شدت قلق سے اس کے اعضاء اس سے علیحدہ ہوتے جاتے ہیں اور اس کے حواس منتشر ہیں اور اس کی ہمدردی نے اس کو اس مقام تک پہنچایا ہو کہ جو باپ سے بڑھ کر

اور ماں سے بڑھ کر اور ہر ایک غم خوار سے بڑھ کر ہے۔۔۔۔"

اِس عبارت کو پڑھنے کے بعد قرآن کریم کی اس آیت کا حقیقی مفہوم انسان پر روشن ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے:

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝

(سورۃ الشعراء آیت ۴)

کہ اے محمدؐ! تو بنی نوع انسان کے لئے اس غم میں اپنے آپ کو ہلاک کر لے گا کہ یہ ایمان نہیں لا رہے۔ کتنی بڑی ہمدردی ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی ذات میں ایسی چمکی تھی اور اس شان سے جلوہ گر ہوئی تھی کہ کبھی دنیا کے کسی دل میں یہ ہمدردی اس شان کے ساتھ نہ چمکی نہ جلوہ گر ہوئی نہ ایسی وسعت پذیر ہوئی۔

یہی وجہ ہے کہ آپ کو کل عالم کا نبی بنایا گیا اور کل عالم کا شفیع مقرر فرمایا گیا۔

اگر آپ کی ہمدردی مشرق کے لئے خاص ہوتی تو خدا گواہ ہے کہ کبھی آپ کو مغرب کا رسول نہ بنایا جاتا اور اگر آپ کی ہمدردی مغرب کے لئے خاص ہوتی تو خدا کی قسم ہے کہ وہ کبھی مشرق کا رسول نہ بنایا جاتا۔ پس آپ کو مشرق اور مغرب کا رسول بنانا اور کل عالم کے لئے شفیع بنا دینا آپ کے قلب مطہر اور اس کی لامتناہی صفات رحمت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ تبھی آپ کو رحمۃ للعالمین کا لقب عطا فرمایا گیا تو وہ کیفیت کہ تو اپنے آپ کو ہلاک کرے گا یہ وہی ہے کہ اس پر غشی طاری ہو رہی ہے۔ اس کا دل ٹوٹ رہا ہے۔ اس کے بدن کے ٹکڑے ٹکڑے ہو رہے ہیں۔ اتنی گہری ہمدردی اس کو بنی نوع انسان سے ہو جاتی ہے اور اس کی ہمدردی نے اس کو اس مقام تک پہنچا دیا ہے جو باپ سے بڑھ کر اور ماں سے بڑھ کر اور ہر ایک غم خوار سے بڑھ کر ہے۔

"۔۔۔۔۔۔۔۔ پس جب یہ دونوں حالتیں اس میں پیدا ہو جائیں گی تو وہ ایسا ہو جائے گا کہ گویا وہ ایک طرف سے لاہوت کے مقام سے جفت ہے اور دوسری طرف ناسوت کے مقام سے جفت۔ تب دونوں پلّہ میزان کے اُس میں مساوی ہوں گے۔ یعنی وہ مظہر لاہوت کامل بھی ہوگا اور مظہر ناسوت کامل بھی اور بطور برزخ دونوں حالتوں میں واقع ہوگا۔ اسی طرح پر اس مقام شفاعت کی طرف قرآن شریف میں اشارہ فرما کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انسان کامل ہونے کی شان میں فرمایا ہے دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی۔۔۔۔۔۔"

یہ وہی مضمون ہے جو میں اس سے پہلے بیان کرتا آیا ہوں لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس مضمون کے وہ لطیف اور باریک پہلو جو ایک صاحب تجربہ عارف باللہ کے سوا کسی کو نصیب نہیں ہو سکتے وہ میں اب آپ کے ساتھ SHARE کر رہا ہوں۔ یعنی جس طرح میں نے ان سے لطف اٹھایا آپ کو بھی اس لطف میں شامل کرنا چاہتا ہوں

یہ وہ مقام ہے جس کا دعوت الی اللہ سے تعلق ہے۔

جس کو جتنا نصیب ہو اتنا ہی وہ دعوت الی اللہ کرنے کا اہل ہوتا چلا جائے گا اور اس کی دعوت الی اللہ میں اتنی ہی غیر معمولی طاقت پیدا ہوتی چلی جائے گی۔

دعوت الی اللہ کا مطلب ہے: دو قوموں کو ملانا۔ بنی نوع انسان کو خدا سے متصل کرنا اور دَنٰی فَتَدَلّٰی کا یہی مضمون ہے جس شخص نے خدا کے وصال کا کوئی تعلق نہ پایا ہو وہ کسی دوسرے کو منطقی طور پر خواہ کھینچ کھینچ کر بلائے اور دلائل سے کیسا ہی اس پر غالب کیوں نہ آ جائے اس کو اللہ سے نہیں ملا سکتا۔ اللہ سے ملانے کے لئے اس کے وجود کا کچھ نہ کچھ حصہ لازم ہے کہ خدا سے خود ملا ہو اور اگر سارا نہیں تو کچھ نہ کچھ تو وہ اس کو خدا سے ملا سکے۔

آخر پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں یعنی وہ مضمون جو میں نے چنا ہے اس کا آخری حصہ یہ ہے

"۔۔۔۔۔ اور چونکہ خدا سے محبت کرنا اور اس کی محبت میں اعلیٰ مقام قرب تک پہنچنا ایک ایسا امر ہے جو کسی غیر کو اس پر اطلاع نہیں ہو سکتی۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے افعال ظاہر کئے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درحقیقت تمام چیزوں پر خدا کو اختیار کر لیا تھا اور آپ کے ذرّہ ذرّہ اور رگ و ریشہ میں خدا کی محبت اور خدا کی عظمت ایسی رچی ہوئی تھی کہ گویا آپ کا وجود خدا کی تجلیات کے پورے مشاہدہ کے لئے ایک آئینہ کی طرح تھا۔ خدا کی محبت کامل کے آثار جس قدر عقل سوچ سکتی ہے وہ تمام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود تھے۔"

(ریویو آف ریلیجنز۔ اردو۔ جلد اوّل صفحہ ۱۸۷)

فرمایا: اللہ کا تعلق تو دنیا کو دیکھنے میں دکھائی نہیں دیتا سوائے اس کے کہ خدا کی صفات بندے میں جاری ہوں۔ پس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم میں صفات الٰہی جلوہ گر ہوئیں تب ہم نے دیکھا کہ آپ کا خدا سے تعلق تھا۔ پس ہر وہ احمدی جو کسی دوسرے کو خدا کی طرف بلاتا ہے کچھ تو صفات پیش کر سکے، کچھ تو اپنی ذات میں دکھا سکے کہ دیکھو جب خدا سے تعلق ہوتا ہے تو یہ انسان بن جایا کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے عشق میں ڈوب کر اپنے اُن دو اشعار میں جو میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں، بتاتے ہیں کہ آپ نے کیسے خدا کو پایا اور کیوں آپ اس مقام پر فائز ہوئے کہ ہمیں بلا سکیں اور کیوں آپ ہی اس بات کے مستحق تھے جو اندر سے آیا ہو وہی اندر کی راہ دکھا سکتا ہے۔

جو محرم راز ہو وہی بتا سکتا ہے کہ محبوب کا قرب حاصل کرنے کے کیا راز ہیں۔

کس طرح انسان اپنے محبوب کو پاتا ہے۔ فرماتے ہیں:

؎ آنکھ اس کی دُور بیں ہے دِل یار سے قریں ہے
ہاتھوں میں شمعِ دیں ہے عین الضیاء وہی ہے

نظر قیامت کے آخری کناروں تک پہنچی ہوئی ہے۔ تمام بنی نوع انسان تک پہنچی ہوئی ہے لیکن دل یار سے قریں ہے۔ یہ وہ کامل وجود ہے جو ہاتھوں میں شمع دیں لئے ہوئے تمام دنیا کو اس نور کی طرف بلا رہا ہے۔

؎ پردے جو تھے ہٹائے اندر کی رہ دکھائے
دِل یار سے ملائے وہ آشنا یہی ہے

سب پردے اٹھا دیئے، اندر کی راہ دکھا دی۔ یار سے دل ملانے والا یہی آشنا ہے یعنی پہلے خود آشنا ہو پھر یار کی طرف بلائے تو وہ اس لائق ہوگا کہ یار سے ملائے۔ اس کے بغیر تو یار سے نہیں ملایا جا سکتا۔ جو آشنا ہی نہیں ہے اس نے کہاں کسی کو یار سے ملانا ہے۔ پس آشنا بنو تو تم کامیاب داعی الی اللہ بن جاؤ گے۔ اگر آشنا نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ محض دنیا کی ایک کوشش اور محنت اور دکھاوا ہے اس کے سوا کچھ بھی حاصل نہیں ہو سکتا

نوٹ: ۔ مکرم منیر احمد صاحب جاوید کا مرتب کردہ مندرجہ بالا خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

(ادارہ)

مدلل و مسکت جوابات

قسط نمبر (۵)

راہِ ھُدیٰ

تحریر ــــــــ ایم کے خالد

دیوبندی عالم مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی کے رسالہ "قادیانیوں کو دعوت اسلام" کے جواب میں ــــــــ (ادارہ)

عقیدہ نمبر ۲

"پہلی اور دوسری بعثت کا الگ الگ دور"

اس عنوان کے تحت لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں کہ "مرزا غلام احمد صاحب کے دو بعثتوں والے عقیدہ کا ایک اہم ترین نتیجہ یہ ہے کہ تیرھویں صدی کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت پر ایمان لانا آپ کی شریعت کی پیروی کرنا اور آپ کی ہدایات و ارشادات پر عمل کرنا موجب نجات نہیں بلکہ یہ ساری چیزیں کالعدم لغو اور بے کار ہیں جب تک کہ مرزا صاحب پر ایمان نہ لایا جائے کیونکہ تیرھویں صدی کے بعد محمدی رسالت و نبوت کا دور نہیں رہا بلکہ قادیانی رسالت و نبوت کا دور شروع ہو چکا ہے۔" (صفحہ ۱۳-۱۴)

قارئین کرام! مولوی صاحب جہالت کے ساتھ ناجائز حملے کرتے چلے جاتے ہیں سوچتے نہیں کہ ان کے کیا نتائج نکلیں گے۔ فصلِ اوّل میں ہم ان کی اغو بنیادوں کو ملیا میٹ کر چکے ہیں اب ان فرضی اعتراضات کی حیثیت ہی کوئی نہیں رہتی۔ مولوی صاحب! آپ کے اعتراضوں سے کیا مہدی اور مسیح کی آمد کے عقیدے باطل ہو جائیں گے۔ کیا آپ کا یہ عقیدہ ہے کہ نہیں کہ وہ تشریف لائیں گے یا کیا آپ کا یہ عقیدہ ہے کہ آسمان پر ہی بیٹھے بیٹھے ان کی موت واقع ہو جائے گی اس کے باوجود یہ جسارت کرنا کہ اگر ہم محمد رسول اللہ کی امت میں پیدا ہونے والے کسی غلام کو قبول کر لیں گے تو ساری شریعت کو کالعدم کرنا پڑے گا۔ سوائے اس کے کہ کوئی پرلے درجہ کا غبی ہو کوئی آپ کا یہ مفروضہ تسلیم نہیں کر سکتا۔

جماعت احمدیہ کا عقیدہ آپنے نہیں بنانا۔ احمدی بہتر جانتے ہیں کہ ان کا عقیدہ کیا ہے آپ اپنے عقیدے بے شک نئے سے نئے بناتے رہیں ہمارے عقیدے نہ گھڑیں ہمارا عقیدہ مسیح موعود کے الفاظ میں یہ ہے اور اس پاک عقیدہ کے ہوتے ہوئے آپ کے من گھڑت عقیدوں کو ہم خاک کی چٹکی سے بھی کم تر حیثیت سمجھتے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں:-

"یہ خوب یاد رکھنا چاہئیے کہ نبوت تشریعی کا دروازہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بالکل مسدود ہے اور قرآن مجید کے بعد اور کوئی کتاب نہیں جو نئے احکام سکھائے یا قرآن شریف کا حکم منسوخ کرے یا اس کی پیروی معطل کرے بلکہ اس کا عمل قیامت تک ہے۔"

(الوصیت صفحہ ۱۲ حاشیہ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۱۱ حاشیہ)

"خدا اس شخص کا دشمن ہے جو قرآن شریف کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہے اور محمدی شریعت کے برخلاف چلتا ہے اور اپنی شریعت چلانا چاہتا ہے۔"

(چشمۂ معرفت صفحہ ۳۲۴، ۳۲۵، روحانی خزائن جلد نمبر ۲۳ صفحہ ۳۴۰)

اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"سو تم ہوشیار رہو اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاؤ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔ حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل تھے سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں یہی بات سچ ہے۔ افسوس ان لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اس پر مقدم رکھتے ہیں تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے۔ کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔ تمہارے ایمان کا مصدق یا مکذب قیامت کے دن قرآن ہے۔"

(کشتی نوح صفحہ ۲۷ روحانی خزائن جلد نمبر ۱۹)

لدھیانوی صاحب یہ دلیل بھی پیش کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص شریعت محمدی کے تمام احکام پر عمل کرے لیکن مرزا صاحب کو مہدی معہود و مسیح موعود قبول نہ کرے تو مرزا صاحب اسے نجات یافتہ قرار نہیں دیتے۔ گویا شریعت کی پیروی اسے نجات نہیں دلا سکتی جب تک وہ مرزا صاحب کو نہ مانے۔

یہی لغو اعتراض جو انہوں نے بنایا ہے انہیں پر الٹتا ہے ایک دفعہ نہیں ایک لاکھ چوبیس ہزار دفعہ الٹ کر پڑتا ہے پہلے یہ تو بتائیں کہ انہیں کے الفاظ میں اگر کوئی شخص یہ سب کچھ کرے اور ان کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام کی مزعومہ دوسری بعثت کا انکار کر دے یا یہ سب کچھ کرے اور ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء میں سے کسی ایک کا انکار کر دے تو پھر ان کا کیا فتویٰ ہوگا؟ یہ محض لفظی چالاکیاں ہیں جن کا نہ تقویٰ سے کوئی تعلق ہے نہ عقل سے، صرف عوام الناس کو شرارت پر اکسانے کے ہتھکنڈے ہیں۔

ہم ایک دفعہ پھر معزز قارئین سے گذارش کرتے ہیں کہ مولوی یوسف لدھیانوی صاحب کے سب اعتراضات پڑھ کر اس کتاب کی فصلِ اوّل کا مطالعہ کر لیں تو ان کے تمام اعتراضات باطل ہو جاتے ہیں یا ان تمام بزرگانِ امت پر زیادہ شدت سے وارد ہو جاتے ہیں جن کو لدھیانوی صاحب بزرگ ماننے پر مجبور ہیں۔

درحقیقت مولوی صاحب نے خود یہ نیا شاخسانہ کھڑا کیا ہے اس کا حقیقی جواب یہ ہے کہ جو شخص بھی قرآن شریف اور سنت پر سختی سے اور دل و جان سے عمل پیرا ہو اس کے لئے ممکن ہی نہیں ہے کہ پیشگوئیوں کے مطابق آنے والے موعود زمانہ کا انکار کرے۔ سوائے اس کے کہ نادانی سے ایسا کرے یا اسے پیغام ہی نہ پہنچا ہو اس صورت میں اس کا فیصلہ خدا تعالیٰ فرمائے گا۔ بانیٔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہاں تک ارشاد فرمایا ہے کہ جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی گویا اس نے میری نافرمانی کی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے:۔

"جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی اطاعت کی اس نے خود میری اطاعت کی اور جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی نافرمانی کی اس نے حقیقت میں خود میری ہی نافرمانی کی۔"

(بخاری کتاب الاحکام باب قول اللہ تعالیٰ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم)

اس ارشاد کی روشنی میں یہ بات قطعی ہے کہ جو بھی امام مہدی کا نافرمان ہوگا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نافرمان ہوگا۔ اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نافرمان ہوگا اس کے متعلق یہ کہنا کہ قرآن و سنت پر ظاہری عمل کی وجہ سے نجات یافتہ کہلائے گا یہ ایک بے ہودہ تصور ہے۔ ہاں دلوں کا حال خدا تعالیٰ جانتا ہے۔ البتہ اگر کوئی نا سمجھی میں غلطی کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس سے حسب حال سلوک فرمائے گا۔

لدھیانوی صاحب! آپ دیوبندی ہیں، کیا آپ کے نزدیک بریلوی اسلام یا مودودی اسلام یا فرقہ اہلحدیث کا اسلام یا خارجی اسلام یا شیعوں کا اسلام یا پرویز صاحب کا اسلام یا سر سید احمد خان کا اسلام یا دیگر تمام مسلمان کہلانے والے فرقوں کا اسلام درست اور موجب نجات ہے؟ اگر ہے تو آپ ان تمام فرقوں کو کافر کیوں قرار دیتے ہیں اور دیوبندی فرقہ کو چھوڑ کر ان فرقوں میں شمولیت کیوں نہیں کر لیتے۔ اور اگر آپ کے نزدیک ان فرقوں کا اسلام صحیح نہیں اور موجب نجات نہیں تو جو الزام آپ جماعت احمدیہ پر لگا رہے ہیں۔ گویا

یہ آپ پر عائد نہیں ہوتا؟ آپ اپنے بارے میں تو یہ حق تسلیم کرتے ہیں کہ اسلام کی جو تشریح آپ پیش کریں صرف اسے درست اور موجب نجات قرار دیا جائے اور آپ کے سوا باقی مسلمان فرقے اسلام کی جو تشریح کریں اسے موجب نجات نہ سمجھا جائے تو پہلے آپ اپنی حیثیت تو بتائیں کہ کس حیثیت سے آپ کا یہ دعویٰ ہے۔ دوسرے مولویوں کے مقابل پر آپ کی کونسی امتیازی شان ہے کہ اس دعویٰ کا حق آپ کو ہے۔ نہ آپ نبی ہیں نہ آپ خدا کے مقرر کردہ امام۔ زیادہ سے زیادہ مولویوں میں سے آپ بھی ایک مولوی ہیں۔ تو یہ حق آپ کو کیسے نصیب ہو گیا کہ دوسرے عقیدہ کے علماء کے عقائد کو منسوخ قرار دے کر ان پر نجات کے دروازے بند کر دیں؟

عقیدہ جامع کمالات محمدیہ

اس عنوان کے تحت لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں کہ "جب مرزا صاحب اور ان کی جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بعثت کا مظہر ہونے کی بنا پر بعینہٖ "محمد رسول اللہ" بن گئے ہیں تو یہ عقیدہ بھی لازم ٹھہرا کہ وہ تمام اوصاف و کمالات جو پہلی بعثت میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی میں پائے جاتے تھے وہ اب بروزی رنگ میں پورے کے پورے جناب مرزا صاحب کے نام رجسٹرڈ ہو چکے ہیں جو منصب و مقام کہ تیرھویں صدی تک حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص تھا وہ اب مرزا صاحب کو تفویض کیا جا چکا ہے اور جس مسند رسالت پر پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز تھے اب اس پر جناب مرزا صاحب رونق افروز ہیں۔" (صفحہ ۱۰)

بار بار ہم فصل اول کے حوالے نہیں دے سکتے۔ قارئین کے ذہنوں میں فصل اول منتقش ہو گی وہی ان کے اعتراض کو باطل اور لغو قرار دینے کے لئے کافی ہے۔ لیکن مولوی صاحب خود ہی مفروضے بنا بنا کر بار بار وہی حملے کر رہے ہیں ان کی مثال تو اس جادوگر کی سی ہے جو موم کی پتلی بنا کر اسے سوئیاں چبھوتا ہے اور سمجھتا ہے کہ بس کر پتلی سے اسے تکلیف پہنچے گی۔ ہم الٹا ان سے پوچھتے ہیں کہ ان کے عقیدہ کے مطابق حضرت عیسیٰ نازل ہوں گے تو غلام کی حیثیت سے ہوں گے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسند پر قابض ہو جائیں گے کیا امام مہدی کا مقام علماء و بزرگان امت کے نزدیک یہ نہیں ہے کہ وہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع اور امتی کی حیثیت سے آئیں گے اگر ہے تو پھر کیا آپ کے نزدیک ان کا یہی عقیدہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسند سے ہٹا کر خود قابض ہو جائیں گے۔

مولوی صاحب!

ایسی نامعقول باتیں ان کی طرف منسوب کرنا آپ ہی کو زیب دیتا ہے لہذا پہلے آپ اپنے مسلمہ علماء اور اولیاء سے تصفیہ طے کریں پھر ہم سے گفتگو کریں۔ ضمناً یاد آیا کہ علماء و اولیاء امت پر یلغار سے جب فارغ ہوں تو احمدیت کی طرف متوجہ ہونے سے پہلے اپنے بزرگ مولانا قاری محمد طیب صاحب سے نمٹنے کے بعد ہماری طرف رخ فرمائیے۔ آپ کی یاد داشت تازہ کرنے کے لئے حسب ذیل اقتباس آپ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دار العلوم دیوبند فرماتے ہیں:-

"اہم اور اعظم امور میں اگر حضور کی ذات اقدس سے کسی کو کمال اشتراک و تناسب ثابت ہوتا ہے تو حضرت عیسیٰؑ کی ذات مقدس کو شاید اسی بنا پر جب کہ حضورؐ نے نجات ابدی کو اپنی نبوت ماننے پر معلق فرمایا ہے تو باوجودیکہ اور تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت ماننا بھی جزو ایمان تھا لیکن خصوصیت سے اپنے ساتھ صرف عیسیٰ علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے کو متوازی طریق پر ذکر فرمایا ہے"

(تعلیمات اسلام اور مسیحی اقوام صفحہ ۱۴۱ از قاری محمد طیب مہتمم دار العلوم دیوبند پاکستانی ایڈیشن اوّل مئی ۱۹۸۶ء نفیس اکیڈمی کراچی)

پھر فرماتے ہیں:-

"بہر حال اگر خاتمیت میں حضرت مسیح علیہ السلام کو حضورؐ سے کامل مناسبت دی گئی تھی تو اخلاق خاتمیت اور مقام خاتمیت میں بھی مخصوص مشابہت و مناسبت دی گئی جس سے صاف واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت عیسوی کو بارگاہ محمدی سے خُلقاً و خَلقاً اور رتبتاً و مقاماً ایسی ہی مناسبت ہے جیسی کہ ایک چیز کے دو شریکوں یا باپ بیٹوں میں ہونی چاہیئے۔"

(تعلیمات اسلام اور مسیحی اقوام صفحہ ۱۲۹ از قاری محمد طیب مہتمم دار العلوم دیوبند پاکستان ایڈیشن اوّل مطبوعہ مئی ۱۹۸۶ء)

لدھیانوی صاحب نے اس شق میں اس اعتراض کو دہرایا ہے کہ جماعت احمدیہ صرف تیرھویں صدی تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام و منصب اور آپ کے کمالات کی قائل ہے اور تیرھویں صدی کے بعد وہ کمالات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چھن کر مسیح موعود کو مل جانے کا عقیدہ رکھتی ہے۔

معزز قارئین! ہم اس کے جواب میں لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں۔ چنانچہ اسی جواب کے بعد ہم ایک دفعہ پھر جناب یوسف لدھیانوی سے گذارش کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کے عقیدے جماعت احمدیہ پر چھوڑ دیں اپنی طرف سے عقیدے افترا کر کے ان کی طرف منسوب کرنے کی جہالت سے باز آئیں۔ آپ نے جب یہ لکھا کہ "تیرھویں صدی کے بعد وہ کمالات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چھن کر مسیح موعود کو مل جانے کا عقیدہ رکھتی ہے" تو اپنی صفائی میں قرآن کریم کی زبان میں ہمارے دل سے بے اختیار لعنۃ اللہ علی الکاذبین نکلا اور ساتھ ہی جماعت احمدیہ کے اصل عقیدہ کے طور پر حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی اس تحریر کی طرف ذہن منتقل ہو گیا اور دل و زبان پر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے درود جاری ہو گیا۔ آپؑ فرماتے ہیں:-

"....... وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اس کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے وہ انسان نہیں بلکہ ذریت شیطان ہے کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اس کو دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اس کو عطا کیا گیا ہے۔ جو اس کے ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محروم ازلی ہے۔ ہم کیا چیز ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے۔ ہم کافر نعمت ہوں گے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحید حقیقی ہم نے اسی نبی کے ذریعہ سے پائی اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اسی کامل نبی کے ذریعہ سے اور اس کے نور سے ملی ہے اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اس کا چہرہ دیکھتے ہیں اسی بزرگ نبی کے ذریعہ سے ہمیں میسر آیا ہے"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۱۵، ۱۱۶ روحانی خزائن جلد نمبر ۲۲ صفحہ ۱۱۹)

اسی طرح آپ اپنی جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"آخری وصیت یہی ہے کہ ہر ایک روشنی ہم نے رسول نبی امی کی پیروی سے پائی ہے اور جو شخص پیروی کرے گا وہ بھی پائے گا"

(سراج منیر صفحہ ۸۰ روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۸۲)

"یہ خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ نبوت تشریعی کا دروازہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بالکل مسدود ہے اور قرآن مجید کے بعد اور کوئی کتاب نہیں جو نئے احکام سکھائے یا قرآن شریف کا حکم منسوخ کرے یا اس کی پیروی معطل کرے بلکہ اس کا عمل قیامت تک ہے"

(الوصیت صفحہ ۱۲ حاشیہ روحانی خزائن جلد نمبر ۲۰ صفحہ ۳۱۱ حاشیہ)

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے اور آپ خاتم الانبیاء ہیں"

(چشمہ معرفت صفحہ ۸۲ طبع اوّل روحانی خزائن جلد نمبر ۲۳ صفحہ ۹۰)

قارئین کرام! آپ خود ہی اندازہ فرمائیں کہ لدھیانوی صاحب تو سالہا سال سے جماعت احمدیہ کے خلاف مضمون نگاری کر رہے ہیں اور برعم خویش حضرت بانی جماعت احمدیہ کی تحریرات سے بخوبی واقفیت رکھتے ہیں اور جن کتب کے اقتباسات ہم نے درج کئے ہیں وہ کتب انہوں نے پڑھی ہوئی ہیں اور ان میں سے بعض فقرات کو اچک کر اپنے مضامین میں اعتراضات کے لئے درج کرتے رہتے ہیں۔ وہ حقیقت حال سے پوری طرح واقف ہونے کے باوجود محض لوگوں کو احمدیت سے متنفر کرنے اور انہیں دھوکہ دینے کے لئے کس طرح کھلم کھلا جھوٹ بول رہے ہیں؟

ضروری گذارش

مضمون نگار احباب سے گذارش ہے کہ مختصر و جامع مضامین بدر میں اشاعت کے لئے بھجوایا کریں۔ اسی طرح رپورٹیں بھی مختصر آنی چاہئیں کیونکہ تنگی صفحات کے سبب لمبے مضامین اور رپورٹیں شائع نہیں ہو سکتیں۔ امید ہے کہ آئندہ اس امر کا خیال رکھتے ہوئے ادارہ سے [illegible] کے ساتھ تعاون فرمائیں گے۔ (ادارہ)

احمدیہ جماعت کو غیر مسلم ظاہر کرنے کی سیاست

نوٹ :- جناب مظفر حسین کا تحریر کردہ درج ذیل مضمون اخبار جنم بھومی پرواسی ۷ جنوری ۱۹۹۲ء سے شکریہ کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے ۔ مضمون نگار کے پیش کردہ تمام مندرجات سے ہمارا اتفاق ضروری نہیں ہے ۔

(ادارہ)

ایک وقت ایسا تھا کہ اسلام میں ۷۳ فرقے تھے ۔ لیکن اب تو ان کی تعداد اتنی بڑھ گئی ہے کہ ان کی صحیح تعداد کی گنتی نہیں کی جا سکتی ہے ۔ ایشیاء کی وسطی سرزمین پر پیدا ہونے والے تین مذاہب ۔ یہودی ، عیسائیت اور اسلام تبلیغ پر یقین رکھتے ہیں ۔ مذاہب میں تفریق پیدا کرنا یہ اپنا پیدائشی حق سمجھتے ہیں ۔ اپنی زندگی کے دوران اگر وہ کسی ایک آدھ شخص کو وہ اپنے مذاہب میں شامل کر لیں تو اسے اپنی زندگی کا سب سے اہم کام سمجھتے تھے ۔ وہ یہ بھی غلط عقیدہ رکھتے ہیں کہ مذاہب میں تفریق پیدا کرنے سے انہیں جنت مل سکتی ہے ۔ دیگر مذاہب کے ماننے والوں کے ساتھ باہمی اتفاق نہ رکھ پانا یہ بھی انہی مذاہب میں تفریق پیدا کرنے کا نتیجہ ہے ۔ یہ بھی ایک عجیب بات ہے کہ جہاں تبلیغ کے نام پر اور لوگوں کو اسلام میں شامل ہونے کی تحریک کی جاتی ہے ۔ وہیں ایک کروڑ احمدیوں کو مسلمان تسلیم کرنے کے لئے مولانا اور مولوی تیار نہیں ہیں ۔ پاکستان میں تو قانونی لحاظ سے غیر مسلم قرار دیا گیا ہے ۔ لیکن بھارت جیسے سیکیولر (SECULAR) ملک میں کٹر مولوی بھی ایسا کروانے میں کامیاب نہیں ہو پائے ہیں ۔ اس کے باوجود احمدیوں کے ساتھ INDIRECTLY غیر مسلموں کا سا سلوک کیا جاتا ہے حج کے لئے اگر وہ اپنے نام کے ساتھ لفظ احمدی جوڑ لیں تو بھارت کی حج کمیٹی ان کا فارم لے تو لیتی ہے ۔ پر ان کو یہ کہہ کر انکار کر دیا جاتا ہے کہ سعودی عرب احمدیوں کو حج کرنے کی اجازت نہیں دیتا ہے ۔

دو اسلامی وجوہات کی بناء پر احمدیوں کو مسلم نہیں مانا جاتا ہے پہلی وجہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ زندہ ہیں اور اب وہ قیامت کے روز زمین پر نہیں آئیں گے ۔ جماعت کے بانی حضرت مرزا غلام احمد خود ہی مسیح و مہدی کے طور پر آچکے ہیں ۔ اس جماعت کے عقیدہ کے مطابق حضرت محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) آخری نبی تو ہیں لیکن اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ آپ کا کوئی وارث بھی نہیں ہو سکے ۔ حضرت مرزا غلام احمد نے اپنے آپ کو وارث کے طور پر ظاہر کیا ہے اور آپ کے بعد آپ کے وارث کے طور پر خلیفہ کو ظاہر کیا جائے گا ۔ پہلا خلیفہ حضرت مولوی نور الدین کو بنانے میں آیا ۔ ان کے بعد ۔ حضرت مرزا بشیر الدین احمد کو ثانی ۔ اور پھر حضرت مرزا ناصر احمد کو تیسرا خلیفہ بنانے میں آیا چوتھے خلیفہ حضرت مرزا طاہر احمد اس وقت ۷۰ ملک در ملک پھیلے ہوئے ایک کروڑ احمدیوں کی مذہبی اور SOCIAL سربراہی کر رہے ہیں ۔ فی الوقت ان کا مرکز لندن میں ہے یہ جماعت خالصتاً بھارتیہ ہے کیونکہ اس کا آغاز پنجاب میں ہوا تھا ۔ جب ہندوستان کی تقسیم عمل میں نہیں آئی تھی تب احمدیوں کے سربراہ پنجاب کے شہر قادیان میں رہتے تھے ۔ اور وہاں سے اپنے ماننے والوں کی راہ نمائی کرتے تھے ۔ لیکن تقسیم کے بعد وہ پاکستان چلے گئے ۔ مغربی پنجاب میں جھنگ کے علاقہ میں انہوں نے ربوہ نام سے ایک شہر بسایا ۔ اور وہاں سے تمام کاروبار سرانجام دے رہے ہیں ۔ جب پاکستان میں انکو غیر مسلم قرار دیا گیا تو انہوں نے لندن میں سکونت اختیار کی اور وہاں اپنا مرکز قائم کیا موجودہ خلیفہ حضرت مرزا طاہر احمد آج بھی پنجابی صافہ اور پنجابی شلوار پہنتے ہیں ۔ وہ پنجابی زبان بولتے ہیں ۔ احمدیہ جماعت کے بانی اور دیگر خلفاء کا پنجاب کے ساتھ گہرا تعلق ہے جس وجہ سے احمدیہ جماعت پر ہندوستان تہذیب کا گہرا اثر ہے ۔ وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ رام ، کرشن اور بدھ سب پیغمبر تھے ۔ اور اس وجہ سے ہمیں ان کو عزت دینی چاہیے ۔ (فوٹو کاپی برابر نہیں ہے) مطلب آگے اس طرح سے ہے کہ یہ لوگ گیتا کو بھی مقدس کتاب مانتے ہیں ۔ ان کے خلیفہ نے اپنی تقاریر میں ہندوستانی پیغمبروں کا ذکر کیا اور یہی نہیں بلکہ قرآنی آیات کے ساتھ ساتھ گیتا کی پنکتیوں کا بھی ذکر کیا)

۲۰ ہزار کی بستی والا قادیان شہر گورداسپور ضلع کے بٹالہ تحصیل میں واقع ہے ۔ تاریخی شہر امرتسر سے یہ ۲۵ اکلو میٹر دور ہے ۔ یہ شہر ۱۵۳۰ء میں بسا تھا ۔ تیمور کے ایک وارث مرزا ہادی بیگ کو بابر نے اپنا جاگیردار مقرر کیا تھا ۔ اس وقت یہ علاقہ ماژا کے نام سے پہچانا جاتا تھا ۔ وہاں انہوں نے جو بستی بسائی اس کا نام اسلام پور قاضی رکھا ۔ اور وقت کے گزرنے کے ساتھ نہ تو ماژا لفظ رہا نہ اسلام پور ۔ ہاں اس کا مختصر نام قاضی رہ گیا ۔ قاضی کی جمع قاضیاں ہے ۔ پنجابی زبان میں د کا زیادہ استعمال ہوتا ہے ۔ اس وجہ سے وہ قاضیاں سے قادیان بن گیا ۔ قادیان ریلوے سٹیشن ہے ۔ اس کے پڑوس میں بسا شہر اٹاری ہے اور ڈیرا بابا نانک راوی ندی کے کنارے بسا ہوا ہے ۔ جو بھارت کی سرحد پر بسا آخری شہر ہے ۔ جو بٹالہ سے ۲۰ کلو میٹر کی دوری پر واقع ہے

اس شہر قادیان میں چوتھے خلیفہ کی سربراہی میں ۲۶ / ۲۷ اور ۲۸ دسمبر کو تین ایام کا جلسہ منایا گیا ۔ خلیفہ تقسیم کے بعد پہلی بار ہندوستان آئے ۔ ان کا کہنا تھا کہ جس وقت اس جماعت کا پہلا جلسہ ہوا تھا اس وقت اس میں صرف ۷۵ لوگ شامل تھے ۔ لیکن ایک سو سال کے اندر جماعت ۱۴۶ ممالک میں پھیل چکی ہے ۔ ان کی کل تعداد ایک کروڑ ہے ۔ تقسیم کے وقت جب پنجاب کے حصے ہوئے تب زیادہ تر مسلمان پنجاب کے پاکستانی حصہ میں چلے گئے احمدیوں کی ہجرت بھی لازمی تھی ۔ یہ لوگ پاکستان کس لئے گئے ؟ ایسا سوال جب خلیفہ سے اور عام لوگوں سے پوچھا گیا تو انہوں نے بتلایا کہ اس وقت جو حالت تھی اس کو مد نظر رکھتے ہوئے خلیفہ نے جو فیصلہ کیا تھا وہ صحیح تھا ۔ جو وہ نہیں کرتے تو احمدی اور مسلمانوں سے الگ پڑ جاتے پاکستان میں ان پر بے شمار مظالم ہوئے پھر بھی وہ ہندوستان نہیں آنا چاہتے کیونکہ پاکستان اس کا سیاسی فائدہ اٹھائے گا ۔ اور ہندوستان کے لئے وہ دردِ سر بن جائے گا ۔ سارے جہاں کے احمدیوں کی راہ نمائی کے لئے لنڈن بہترین مقام سمجھا جاتا ہے ۔ شاید اسی وجہ سے بھارت سرکار زندہ باد کے نعرے بار بار بلند ہوئے ۔ سرکار نے سراسلاتی اور آمد و رفت کے سامان مہیا کرتے ہوئے بے حد مدد کی ۔ خلیفہ نے اور دیگر ممالک کے احمدیوں نے بھارت سرکار کو بے حد سراہا ۔ اس جلسہ میں چھ ہزار پاکستانیوں کو ویزا دیا ۔ یہ بھی ایک اہم بات ہے ۔

پاکستان کی سیاست اور جماعت احمدیہ

دنیا میں احمدیہ جماعت کو سب سے زیادہ توجہ کا مرکز پاکستان کے سیاست دانوں نے بنایا ہے ۔ محمد علی جناح جو مسلم لیگ کے بڑے لیڈر رہتے ان کے ساتھ سر ظفر اللہ خان کی بھی شمولیت ہوتی ہے ۔ پاکستان کی تعمیر کے وقت ظفر اللہ خاں پاکستان کے وزیر خارجہ بنے ۔ کشمیر کا معاملہ اتنا بڑھا ہے اس کی پوری ذمہ داری ظفر اللہ خاں پر ہے ۔ اس جلسہ میں آئے ظفر اللہ خاں کے ساتھیوں نے یہاں تک کہا کہ پاکستان کو کشمیر کا جتنا حصہ ملا اور کشمیر جو آج بحث کا مرکز بنا ہے اس کی وجہ صرف ظفر اللہ خاں ہیں ۔ لیکن پاکستان کے سیاست دانوں نے ان کی ذرا بھی قدر نہیں کی اور احمدیوں کو بدنام کیا اور

مراسلہ مضمون نگار کو سہو ہوا ہے ۔ درحقیقت احمدی وفات مسیح کے قائل ہیں ۔

اُن کو عالمی عدالت کا جج بنا کر ملک سے باہر بھجوا دیا۔ اُن کے بھتیجے نصر اللہ خاں چودھری نے کہا کہ ظفر اللہ جب کشمیر کے لئے لڑے تو مسلمان۔ جب وہ اقوام متحدہ میں عربوں کی وکالت کریں اور اسرائیل کے دانت کھٹے کریں تب بھی مسلمان! لیکن جب وہ پاکستان جائیں تب غیر مسلم!! اس کا سیدھا مطلب یہ ہے کہ پاکستان کے سیاست دانوں اور مولویوں کو احمدیہ جماعت کے عقیدہ کے ساتھ کوئی لینا دینا نہیں ہے۔ اُن کی نظر تو صرف اقتدار پر ہی رہی ہے۔ اس راستہ میں جو بھی رکاوٹ آئے اُسے کسی بھی طرح دور کر کے پاکستان کے اقتدار کو حاصل کر لینا ہی اُن لوگوں کا مقصد رہا ہے۔ اور اسی وجہ سے احمدیہ جماعت کو قربانی کا بکرا بنایا گیا ہے

۵۳ میں خواجہ ناظم الدین کے وقت میں پاکستان میں پہلی بار احمدیوں کے خلاف تحریک شروع ہوئی تھی۔ جنرل [1] اعظم خاں نے اس تحریک کو نہایت بے دردی سے کچل دیا تھا۔

۷۴ میں یہ تحریک پھر جاگی اُس وقت ذوالفقار علی بھٹو نے چلک چلایا۔ عالمی لیڈر بننے کی خواہش بھٹو میں تھی۔ اُنہوں نے اُس وقت لاہور میں اسلامی کانفرنس بلوائی۔ اُس میں سعودی عرب کے بادشاہ بھی شامل تھے۔ اِن کی خواہش تھی کہ سعودی عرب اور دیگر اسلامی ممالک کے پاس سے پیٹرول ڈالریں اور پاکستان کو طاقتور بنائیں۔ ۷۱ء میں بھارت کے ہاتھوں شکست کھانے کے بعد بھٹو کے ساتھ سارا پاکستان زخمی تھا۔ اِس وجہ سے اُنہوں نے سعودی عرب کے بادشاہ کو یقین دلایا کہ ہم تمہیں عالمی سطح پر خلیفہ کے طور قائم کرائیں گے شاہ فیصل کا راستہ اس وقت صاف ہوتا جب احمدیوں کے خلیفہ کو بیچ میں سے ہٹایا جاتا۔ اِس کا ایک ہی طریق تھا۔ احمدیوں کو غیر مسلم ظاہر کرو اور راستہ صاف کرو۔ اس کے لئے بھٹو نے جو پلان بنایا اُسے "ربوہ سٹیشن پلاٹ" کے طور پہ پہچانا جاتا ہے۔ باوجود اس کے بھٹو کا خواب پورا نہیں ہو پایا۔ شاہ فیصل کو اُن ہی کے خاندان کے فرد نے قتل کر دیا۔ خلیفہ اور خلافت اسلامی ممالک کے لئے کوئی نئی بات نہیں ہے۔ صد سالہ جلسہ میں جب چوتھے خلیفہ کو اس نامہ نگار نے پوچھا کہ کیا مستقبل میں کوئی اور شخص خلیفہ ہونے کا دعوٰی کرے گا؟ تو انہوں نے بتلایا کہ خلیفہ بنایا نہیں جاتا، اُسے خدا بناتا ہے۔ دعوٰی کرنے والوں کو دنیا میں خلیفہ کے طور نہیں تسلیم کیا جاتا ہے کیوں الہٰی خدا نہیں بھیجتا ہے۔

۸۲ میں تحریک پھر شروع ہوئی جنرل ضیاء الحق نے آرڈیننس ۸۴ کی آڑ میں احمدیوں کو غیر مسلم ظاہر کر دیا۔ جو مسلمان احمدی بنیں گے اُنہیں سزا دی جائے گی۔ ضیاء نے کہا تھا کہ میں اِس کینسر کو جس کا نام قادیانیت ہے اُس کو اسلام کے جسم سے باہر پھینک کر ہی چین کا سانس لوں گا۔ اِس ساری سازش میں سعودی عرب کا بڑا ہاتھ تھا۔ امریکہ اور عیسائی مشنریوں نے بھی اِس آرڈیننس میں اہم کردار ادا کیا تھا۔ احمدیت کے ذریعہ جو اسلام کی تبلیغ کرنے میں آرہی تھی۔ اُس کے مقابلہ کے لئے اِن طاقتوں کے پاس روک کے سوائے اور کوئی چارہ نہیں تھا۔ خلیفہ ثالث نے ضیاء اور پاکستان کے تمام مولویوں کو چیلنج دیا تھا کہ وہ لوگ مقابلہ کے لئے تیار ہو جائیں اگر کوئی اُن کو غیر مسلم ثابت کر دے تو وہ اپنے عہدے سے دست بردار ہونے کو تیار ہیں۔ اس عمل کو اسلام میں مباہلہ کہا جاتا ہے۔ لیکن پاکستان میں اِس چیلنج کو قبول کرنے کو کوئی تیار نہیں ہوا۔ ۸۴ میں پاکستان سرکار نے چوتھے خلیفہ کے خلاف جھوٹا مقدمہ دائر کر دیا۔ اُن پر مولانا اسلم قریشی کے قتل کا الزام لگایا گیا۔ آخر کار خلیفہ نے پاکستان چھوڑ دیا اور لندن میں قیام پذیر ہو گئے۔ حالانکہ جس شخص کے قتل کا الزام لگایا گیا تھا وہ شخص زندہ نکلا۔

سر ظفر اللہ پاکستان کے وزیر اعظم نہ بن جائیں اُس خوف سے سارے احمدیہ فرقہ کو سزا دی گئی۔ احمدی اگر پاکستان میں طاقت ور بن جاتے تو سنی مولویوں کی اہمیت کم ہو جاتی۔ اس لئے ضیاء نے پلان بنا کر احمدیہ فرقہ کو غیر مسلم قرار دیا۔

احمدیہ فرقہ کی خصوصیت

یہ ہے کہ وہ اوتاریں ایمان رکھتے ہیں جبکہ اسلام اوتار کے عقیدہ) کا سخت مخالف ہے دنیا کے ۸۰ فیصد احمدی تعلیم یافتہ ہے۔ بھارت میں کیرالہ میں ان کی آبادی ۵۰ ہزار ہے اور اُڑیسہ میں ۳۵ ہزار جاننے میں آئی ہے۔ بمبئی میں اُن کے ۲۰۰ خاندان بستے ہیں۔ ایک وقت تھا کہ پاکستان کے دفاتر میں کافی اثر تھا۔ اب تو فوج کے ساتھ ساتھ ہر شعبہ میں انکا اثر گھٹتا جا رہا ہے۔ اب تک احمدی مشنوں کے ذریعہ ۵۳ زبانوں میں قرآن کا ترجمہ کیا جا چکا ہے۔ بھارتی زبانوں میں ہندی، گجراتی، مراٹھی، تامل، اُڑیہ، تیلگو اور بنگالی دکشامل ہیں ہسپتال، سکول، بلڈ بینک اور طبی مراکز کھولنے میں اِس جماعت کا دنیا بھر میں نام ہے

لیٹن امریکہ اور افریقہ کے کتنی ہی ممالک میں اِس فرقہ نے بہت سے اہم کارنامے سرانجام دیئے ہیں۔ جس وجہ سے وہاں کی سرکار نے اُن کے ڈاک ٹکٹ شائع کر کے اعزاز سے نوازا ہے۔ لائبیریا کے سابق صدر الف۔ ایم۔ شنگاٹے (F. M. SHINGOTE) اسی فرقہ کے پیرو ہیں۔ حیدرآباد کی عثمانیہ یونیورسٹی میں فلکیات کے سائنسدان ڈاکٹر صالح محمد الہ دین اور بہار کے ریٹائرڈ آئی جی سید منصور احمد بھی احمدیہ جماعت سے ہی ہیں۔ عالمی بینک کے ڈائریکٹر اور مشہور ماہر اقتصادیات مرزا مظفر احمد اور پاکستان کے سائنسدان ڈاکٹر عبد السلام بھی احمدیہ جماعت سے ہی ہیں۔ یہ فرقہ اپنی تبلیغ میں جتنی کامیابی حاصل کرے اتنی ہی عالم اسلام میں زیادہ سے زیادہ بھارتی [illegible] ذریعہ بحث بنتا جائے گا یہ صاف ظاہر ہے۔

---

[1] غالباً جنرل ایوب خاں مراد ہیں

حضرت خاتم النبیین صلعم کا فیضان عالمگیر بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی نگاہ میں!

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام حقیقت محمدیہ کے بیان میں تحریر فرماتے ہیں:

"بجز ایک نقطہ مرکز کے اور جس قدر نقاط وتر ہیں اُن میں دوسرے انبیاء و رسل وارباب صدق و صفا بھی شریک ہیں اور نقطہ مرکز اس کمال کی صورت ہے جو صاحب وتر کو بہ نسبت جمیع دوسرے کمالات کے اعلیٰ وارفع واخص وممتاز طور پر حاصل ہے جس میں حقیقی طور پر مخلوق میں سے کوئی اس کا شریک نہیں۔ ہاں اتباع اور پیروی سے ظلّی طور پر شریک ہو سکتا ہے۔ اب جاننا چاہیئے کہ دراصل اسی نقطہ وسطی کا نام حقیقت محمدیہ ہے۔ جو اجمالی طور پر جمیع حقائق عالم کا منبع واصل ہے۔ اور درحقیقت اسی ایک نقطہ سے خط وتر انبساط وامتداد پذیر ہوا ہے۔ اور اسی نقطہ کی روحانیت تمام خط وتر میں ایک ہویت ساریہ ہے۔ جس کا فیض اقدس اس سارے خط کو تعین بخش ہو گیا ہے۔ عالم جس کو منصوفین اسماء اللہ سے بھی تعبیر کرتے ہیں اس کا اول نہ اعلیٰ مظہر جس سے وہ علیٰ وجہ التفصیل صدور پذیر ہوا ہے یہی نقطہ درمیانی ہے جس کو اصطلاحات اہل اللہ میں نفس نقطۂ احمد مجتبیٰ و محمد مصطفیٰ نام رکھتے ہیں اور فلاسفہ کی اصطلاحات میں عقل اول کے نام سے بھی موسوم کیا گیا ہے اور اسی نقطہ کو دوسرے وتری نقاط کی طرف وہی نسبت ہے جو اسم اعظم کو دوسرے اسماء الٰہیہ کی طرف نسبت واقع ہے۔ غرض سرچشمہ رموز غیبی و مفتاح کنوز لاریبی اور انسان کامل دکھلانے کا آئینہ یہی نقطہ ہے۔ اور تمام اسرار مبداء ومعاد کی علت غائی اور ہر یک زیر و بالا کی پیدائش کی لمیّت یہی ہے جس کے تصور بالکنہ وتصور بکنہہ سے تمام عقول واوہام بشریہ عاجز ہیں۔ اور جس طرح ہر ایک حیات خدا تعالےٰ کی حیات سے مستفاض اور ہر یک وجود اسکے وجود سے ظہور پذیر اور ہر یک تعین اسکی تعیین سے خلعت پوش ہے ایسا ہی نقطۂ محمدیہ جمیع مراتب اکوان اور خطائر امکان میں باذنہ تعالےٰ حسب استعدادات مختلفہ وطبائع متفاوتہ مؤثر ہے۔" ✽

بحوالہ سرمہ چشم آریہ صفحہ ۱۸۸ ایڈیشن [illegible]

جماعت احمدیہ یو۔کے کا ۲۷ واں جلسہ سالانہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا

رپورٹ مرتبہ مکرم چوہدری رشید احمد صاحب پریس سیکرٹری جماعت احمدیہ

اسلام آباد ٹلفورڈ میں مورخہ ۳۱ جولائی ۱۹۹۲ء بروز جمعہ جلسہ شروع ہوا جس میں دنیا کے ۵۶ ممالک سے تقریباً بارہ ہزار احمدی مرد و زن نے شرکت کی جلسہ کا انتظام (ٹلفورڈ) اسلام آباد (لندن) کی وسیع زمین میں نصب شدہ خیموں میں کیا گیا تھا مردوں اور مستورات کے لئے علیحدہ علیحدہ خیمے نصب کئے گئے تھے خیموں کے سامنے اُن ممالک کے جھنڈے لہرا رہے تھے جہاں سے احمدی احباب جلسہ میں شرکت کے لئے آئے تھے۔

یہاں اس بات کا ذکر ضروری ہے کہ احمدیہ مسلم جماعت دنیا میں ایک وسیع النظر جماعت ہے جو اسلام کے دائرے کے اندر تصور کی جاتی ہے۔ اور اس کے ماننے والے تمام دنیا میں ایک کروڑ کی تعداد میں موجود ہیں۔ اور برطانیہ کے اندر یہ سب سے قدیم مسلم تنظیم ہے جو ۱۹۱۳ء میں قائم ہوئی جس کا صدر مقام ساؤتھ فیلڈ میں واقع لندن ہے۔ یو۔کے۔ اس جلسہ میں پاکستان سے تقریباً ۹۰۰ افراد نے شرکت کی اس کے علاوہ ہندوستان، بنگلہ دیش، یورپی ممالک، افریقی ممالک، امریکہ، کینیڈا وغیرہ سے کثیر تعداد میں وفود آئے ہوئے تھے۔

جلسہ کا افتتاح بروز جمعہ تقریباً پانچ بجے سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے فرمایا۔ اس موقعہ پر آپ نے خدا تعالیٰ کی وحدانیت کے بارے میں زور دیتے ہوئے کہا کہ خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا حقیقی تصور ہمیں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا ہے۔ اور جماعت احمدیہ کے قیام کا مقصد اسی وحدانیت کو دنیا میں قائم کرنا ہے۔ چنانچہ اسی مقصد کے لئے وہ اپنے تن من دھن کی بازی لگا رہی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس وقت دنیا میں بعض نام نہاد لیڈر اپنے آپ کو دنیا کا ان داتا سمجھ بیٹھے ہیں مگر خدا تعالیٰ نے جو واحد لاشریک ہے اس وحدانیت کو قائم کرنا اب جماعت احمدیہ کے مقدر میں رکھا ہے۔

حضرت امام جماعت احمدیہ کی تقاریر کا ترجمہ ساتھ ساتھ انگریزی، جرمن، ڈچ، عربی، انڈونیشین اور رشین و دیگر زبانوں میں کیا جاتا رہا۔ اور سیٹلائٹ اور مواصلاتی نظام کے ذریعہ دنیا کے کئی ممالک میں نشر کیا جاتا رہا۔ مصدقہ اطلاعات کی بناء پر جاپان، انڈونیشیا، بنگلہ دیش، پاکستان، سنگاپور اور ہندوستان وغیرہ میں ہزاروں افراد نے حضور اقدس کے خطابات کو ٹی وی پر دیکھا اور سنا۔

اجلاس کے دوسرے دن حضرت امام جماعت احمدیہ نے مستورات کے جلسہ میں خطاب فرمایا۔ آپ نے کہا کہ جماعت احمدیہ کی تاریخ شاہد ہے کہ اس کی مستورات مردوں کے شانہ بشانہ دین کی راہ میں بے مثال قربانیاں دے رہی ہیں۔ آپ نے خاص طور پر مبلغین کی بیویوں کی قربانیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ بعض دفعہ ان مستورات کو عرصہ دراز تک اپنے خاوندوں سے دور رہ کر زندگیاں گذارنی پڑتی ہیں لیکن اس کے باوجود جس پاک دامنی سے انہوں نے دین کی راہ میں ہر مشکل کا مقابلہ کیا ہے۔ اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔

آپ نے مستورات کو خاص طور پر ان کے فرائض کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ آئندہ دین کی عظمت ان کے ساتھ وابستہ ہے۔

نیز دوسرے دن کے مردوں کے اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ گذشتہ آٹھ دس سالوں میں اللہ تعالیٰ کے افضال کے نتیجہ میں جماعت کی ترقی کی رفتار بہت بڑھ گئی ہے۔ گذشتہ ایک سال کی ترقی کا آپ نے تفصیلی ذکر فرمایا۔ آپ نے بتایا اس نمایاں ترقی کے نتیجہ میں اب احمدیت دنیا کے ۱۳۲ ممالک میں اچھی طرح قائم ہو چکی ہے۔ اب دشمن جو امیدیں لگائے بیٹھا ہے اور اس بات کا دعویٰ کر رہا ہے کہ اس جماعت کو دنیا سے نیست و نابود کر دیا جائے گا تو وہ اب اپنی ناکامی و نامرادی کو دیکھ کر شرما رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ آج ہم دنیا کے ہر حصہ میں اللہ تعالیٰ کے بے پناہ فضلوں کے نظارے مشاہدہ کر رہے ہیں۔ اور دنیا احمدیت کے جھنڈے تلے جمع ہوتی دیکھ رہے ہیں نیز آپ نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ مختلف ممالک میں جماعت احمدیہ کے افراد کی دعاؤں کے نتیجہ میں قبولیت دعا کے نشان ظاہر فرما رہا ہے اور ہر جگہ خدا تعالیٰ آسمان سے ہماری مدد و نصرت فرما رہا ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں دشمن کو ہر جگہ ہزیمت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے نیز آپ نے بتایا کہ دس سال پہلے جس رفتار سے احمدیت کو لوگ قبول کر رہے تھے وہ اس سے ہزار گنا زیادہ رفتار سے اس وقت احمدیت کو قبول کر رہے ہیں۔ آپ نے بعض مبلغین کے ایمان افروز واقعات کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ دنیا کے مختلف ممالک میں جو مبلغین کام کر رہے ہیں ان کو کامیابی کے واقعات بیان فرمائے اور کہا کہ یہ سب محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔

اس کے علاوہ آپ نے جماعت احمدیہ کے مختلف شعبوں کی کارکردگی کا جائزہ لیتے ہوئے افریقن ٹریڈ، پریس اینڈ پبلیکیشن ڈیسک، وقف نو تحریک جدید کے شعبوں کا خاص طور پر ذکر فرمایا۔ اور افریقہ میں ہسپتالوں اور سکولوں کی کارکردگی کی تعریف فرمائی۔ اس موقع پر صدر سیرالیون کے نمائندہ کے طور پر اس ملک کے ہیلتھ منسٹر جلسہ میں آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے بھی سامعین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ جماعت کی خدمات قابل تعریف ہیں۔ اور ہمارے ملک میں تعلیم اور صحت کے لئے بے لوث خدمات بجا لا رہی ہے۔

حضور انور نے اپنے خطاب کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ گذشتہ سالوں میں جماعت احمدیہ کو لٹریچر کی اشاعت کی سعادت گذشتہ چودہ سو سال میں صرف جماعت احمدیہ کو حاصل ہوئی ہے کہ اس نے قرآن مجید کے تراجم دنیا کی مختلف زبانوں میں شائع کرنے کا انتظام کیا ہے۔ آپ نے نعروں کی گونج میں اس بات کا اعلان فرمایا کہ عنقریب تراجم کی تعداد سو زبانوں تک پہنچ جائے گی۔ آپ نے بتایا کہ بچوں کے لئے لٹریچر تیار کرنے والی کمیٹی نے اب تک ۱۸ زبانوں میں کتب بچوں کے لئے تیار کی ہیں۔ جو اعلیٰ معیار کی ہیں۔ ان کے تراجم دنیا کے مختلف زبانوں میں ہو رہے ہیں۔ آپ نے کمیٹی کے چیئرمین مکرم چوہدری رشید احمد صاحب کی تعریف کی۔ اور اس سلسلہ میں جماعت احمدیہ لاہور و کراچی کی کوششوں کو سراہا۔

جلسہ کے آخری دن ۲ اگست بروز اتوار کے اجلاس میں حضرت امام جماعت احمدیہ نے پاکستان کے حالات پر تبصرہ فرمایا۔ جہاں جماعت کو انسانی حقوق سے محروم کیا گیا ہے۔ اور تقریباً روزانہ ان کے مذہبی عقائد کی وجہ سے تکالیف دی جاتی ہے۔ آپ نے قائد اعظم محمد علی جناح کی تقاریر کے بعض اقتباسات سنائے اور فرمایا کہ آج کا پاکستان اس سے بالکل مختلف صورت پیش کر رہا ہے جس کو جناح صاحب نے پیش کیا تھا۔ اور ملاں جو پاکستان کے قیام کے لئے پورے زور سے مخالفت کر رہے تھے اب برسر اقتدار ہیں۔ بدقسمتی سے وہ ملک ایسے جاہل متعصب ملاؤں کے ہاتھ میں ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ پاکستان بڑی تیزی سے تباہی کی طرف جا رہا ہے۔ وہاں کے لوگوں کی سماجی اور اخلاقی قدروں کا زوال ہے۔ اخبار میں جو خبریں آتی ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں پر سماجی و اخلاقی قدروں کا فقدان ہے۔ اور اسکی ذمہ داری زیادہ تر وہاں کے ملاؤں پر ہے۔

آپ نے وہاں کے سیاستدانوں اور ہر وفادار پاکستانی شہری سے اپیل کی کہ وہ اپنی پوری طاقت لگائے اور ملک کو ملاؤں سے نجات دلائے اور دوبارہ اسی راستہ پر لائے جو بانیٔ پاکستان کا نقطہ نظر تھا۔ جس میں ہر شہری کے حقوق کی حفاظت کی گئی تھی بلا لحاظ مذہب، عقیدہ، رنگ و نسل کے۔

حضرت امام جماعت نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث بیان فرمائی کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ میری امت کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے۔ اور ان سے شر اٹھیں گے ظاہر ہوں گے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم آنحضور صلعم کے اس فرمان کی صداقت کو پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں۔

❀

شاہراہ غلبہ اسلام پر ہمارے بڑھتے ہوئے قدم

گوردوارہ ننگالی صاحب میں احمدی مبلغ کی تقریر

پونچھ شہر سے آٹھ کلومیٹر پر ایک گوردوارہ ننگالی صاحب کے نام سے مشہور ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ گورو گوبند سنگھ صاحب مہاراج نے چند اپنے عقیدت مندوں کو پہاڑی علاقوں میں پرچار کرنے کے لئے بھجوایا انہی میں سے ایک مہنت یہاں پر بیٹھ کر پرچار کرتے رہے اور بہت سے لوگ اُن کی عقیدت میں شامل ہوئے۔ ہر مہنت جو گدی پر بیٹھتے ہیں چالیس دن غار میں رہ کر چلہ کشی کرتے ہیں۔ موجودہ مہنت منجیت سنگھ مان دسویں ہیں جو سابقہ روایت کے مطابق چلہ کشی کرکے مورخہ ۲۵ر مئی کو باہر آئے۔ پربندھک کمیٹی نے اس خوشی میں ایک عظیم الشان تقریب منعقد کی۔ جس میں ریاست بھر سے تقریباً پندرہ ہزار عقیدت مندوں نے شرکت کی۔

اس تقریب میں شمولیت کے لئے خاکسار بشارت احمد بشیر مبلغ انچارج علاقہ پونچھ کو دعوت ملی اور تقریر کرنے کا موقعہ دیا۔ خاکسار نے بھگتی، اور عبادت، اور چلہ کشی کے موضوع پر تقریر کی اور مختلف مذاہب کے بانیان دنیا سے الگ تھلگ رہ کر عبادت کرنے اور اپنے خدا سے مناجی ہونے کی ریاضت اور تپ کرنے کی روایات کو بیان کیا۔ نیز یہ بھی بتایا کہ ہر مذہب میں روحانیت کا تصور پایا جاتا ہے۔ اُسی روحانیت کے بام معراج تک پہنچانے کے لئے تپ اور چلہ کشی کا بڑا دخل ہے۔ من کو سدھ کرنے کے لئے ایسا کرنا بہت ضروری ہوتا ہے۔ نیز اس موقعہ پر خاکسار نے سکھ گوروں اور مسلم بادشاہوں کے باہم محبت اور پیار، رواداری کا تفصیل سے ذکر کرتے ہوئے ہندوستان کے مغل تاجدار بابر سے لیکر بہادر شاہ تک تاریخ کو بیان کیا۔ ان بادشاہوں کے ساتھ اُس زمانے کے گورو صاحبان صاحب کا پیار اور پریم نیز مسلم پیروں کے ساتھ محبت کے واقعات کو بیان کیا جسے سکھ صاحبان نے بڑا پسند کیا۔ اس موقعہ پر صدر پربندھک کمیٹی نے جماعت احمدیہ کی بڑی تعریف کی۔

پونچھ کے اس پروگرام کو دیکھ کر جموں کے سکھ عقیدت مندوں کو جوش پیدا ہوا کہ ہم بھی ایسی تقریب منعقد کریں۔ چنانچہ ۳۱ر مئی بروز اتوار مہنت صاحب کو دعوت دی

12 3 نمبر ۹۲

ڈگیانہ جموں میں تقریب

پریذیڈنٹ گوردوارہ ڈگیانہ نے پریذیڈنٹ گوردوارہ سنگھ سبھا پونچھ کو فون پر بار بار کہا کہ مورخہ ۳۱ر مئی کو مہنت صاحب کو یہاں بلا رہے ہیں۔ مکرم مولوی بشارت احمد صاحب بشیر کو یہاں بھجوایا جائے۔ چنانچہ خاکسار اُن کی درخواست پر جموں آیا۔ بروز اتوار کو خاکسار معہ چند احمدی احباب کے گوردوارہ گیا۔ خاکسار نے اس موقعہ پر بھی حسب سابق سکھ مسلم بادشاہوں کے اتحاد و اتفاق اور حضرت بابا گورو نانک رح کی محبت اور پریم بھری تعلیم اور توحید، بھگتی اور عبادت پر تقریر کی اس جلسہ میں ریاست سے تقریباً پندرہ اور بیس ہزار عقیدت مند شامل تھے سکھ ودوانوں نے بھی تقاریر کیں۔ اس موقعہ پر کافی ٹائم دیا خاکسار نے گربانی اور آیت قرآنی سے مضمون پر روشنی ڈالی۔ خاکسار نے بیان کیا کہ جماعت احمدیہ دنیا کے تمام بانیان مذاہب کی دل کی گہرائیوں سے عزت و توقیر کرتی ہے اور سچا سمجھتی ہے۔ ان اشعار پر خاکسار نے تقریر کو ختم کیا۔

سری کرشن اساڈا ہے رام اساڈا
اسی مسلماں ہاں تے اسلام اساڈا
نانک توں صدقے تے عیسٰی توں واری
اے ہو احمدیت دا متام اساڈا

اختتام جلسہ پر محترم مہنت صاحب نے خاکسار کی عزت افزائی کی اور سروپہ پیش کیا

بشارت احمد بشیر
(انچارج مبلغ علاقہ پونچھ کشمیر)

نوٹ: یہ جلسہ پروگرام جالندھر T-V پر بھی دکھایا گیا

حج بیت اللہ کی سعادت

الحمد للہ قادیان کے ایک درویش مکرم مستری منظور احمد صاحب کو حج بیت اللہ کی سعادت ملی موصوف کی حج سے بخیریت واپسی پر ۹ر اگست ۹۲ء کو بعد نماز مغرب وعشاء مسجد اقصیٰ میں زیر صدارت محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے قادیان ایک خصوصی اجلاس انصار اللہ مقامی کے زیر اہتمام منعقد ہوا مکرم احمد حسین صاحب درویش کی تلاوت کے بعد مکرم مولوی جاوید اقبال اختر صاحب زعیم اعلیٰ انصار اللہ نے انصار اللہ کا عہد دہرایا ازاں بعد مکرم مستری منظور احمد صاحب درویش قادیان نے اپنے حج بیت اللہ کے ایمان افروز حالات سنائے اور حج کی سعادت پر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ کس طرح مخالف حالات و مشکلات میں معجزانہ طور پر تمام مراحل بخیر و خوبی انجام پائے۔ موصوف نے اپنے سفر روانگی واپسی کے علاوہ حج کے دلچسپ حالات اس تفصیل و انداز سے سنائے گویا اہالیان قادیان بچشم تصور میں مقامات مقدسہ کی زیارت کرنے لگے وہاں کی شدید گرمی حجاج کرام کا ازدحام اور بذوق و شوق ارکان حج کی ادائیگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مولد و مدفن حضرت ہاجرہ و اسماعیل علیہ السلام کی قربانیوں کی یاد تازہ ہوگئی۔

صدارتی خطاب میں محترم صدر اجلاس نے فرمایا کہ ہمیں خوشی ہے کہ ہمارے بھائی نے دعائیں کی ہیں اللہ تعالیٰ انہیں قبول فرمائے اور ہمیں بھی فریضۂ حج کی توفیق عطا فرمائے اور وہاں کے مسلمانوں کو جو اسلام سے عملاً دور جا پڑے ہیں ہدایت دے اور اللہ تعالیٰ سارے غریبوں کو یہ توفیق عطا فرمائے کہ وہ اس زمانے کے مامور کو شناخت کر سکیں۔ جلسہ میں بکثرت انصار، خدام و اطفال نے شرکت کی۔

یاد رہے کہ احمدیوں کو بیت اللہ میں جانے اور حج کرنے سے روکا جاتا ہے۔ اور جس شخص کے بارہ میں پتہ چل جائے کہ وہ احمدی ہے اس کو ویزہ نہیں ملتا اور سراسر دروغ گوئی سے بہتان باندھا جاتا ہے کہ احمدی حج نہیں کرتے (معاذ اللہ) لیکن تمام احمدی بدل و جان تمنا رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ وہ دن جلد لائے جب یہ روکیں دور ہوں اور کثرت سے ہم بھی دیار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کریں اور حج بیت اللہ کا فریضہ ادا کر سکیں ان حالات میں ایک درویش کا حج بیت اللہ کی سعادت پانا ان کے لئے قابل صد مبارک ہے اس خوشی کے موقعہ پر موصوف نے اہالیان قادیان میں شیرینی تقسیم کی اور مقدس سرزمین سے اپنے بھائیوں کے لئے آب زمزم کا متبرک تحفہ لائے جسے ۱۴ر اگست بروز جمعہ احباب میں تقسیم کیا گیا۔ جزاہ اللہ تعالیٰ

(ادارہ)

مکرم محمد عبد اللہ صاحب میر صدر جماعت احمدیہ کاگرن. کشمیر کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اس سال بیت اللہ شریف اور روضۂ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی سعادت عطا فرمائی۔ تمام ارکان حج احسن طور پر انجام دئے اور خیر و عافیت سے اس سفر محمود سے واپس اپنے گھر تشریف لائے۔

احباب کرام سے ان کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(عبد الحمید ٹاک۔ امیر جماعت ہائے کشمیر)

۱۲ ربیع الاوّل کو سیرۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اجلاسات منعقد کریں

جملہ جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ جماعتیں ہر سال کی طرح امسال بھی مورخہ ۱۲ ربیع الاوّل بمطابق ۱۰ ستمبر ۱۹۹۲ء کو شایانِ شان طریق پر جلسہ ہائے سیرۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کا انعقاد کریں۔ جن میں حضرت رسولِ پاک صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سیرتِ طیّبہ اور آپ کے اخلاقِ فاضلہ کے مختلف پہلوؤں پر مقررین کرام روشنی ڈالیں۔ ان جلسوں میں اپنے زیرِ تبلیغ غیر از جماعت افراد کو بھی شریک کیا جائے۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

اِمتحان دینی نصاب

جملہ احبابِ جماعتہائے احمدیہ بھارت کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال یعنی ۱۹۹۲ء کے لئے نظارت دعوت و تبلیغ قادیان نے دینی نصاب کے امتحان کے لئے کتاب "ازالہ اوہام" مقرر کی ہے۔ یہ امتحان ۲۵ اکتوبر ۱۹۹۲ء کو منعقد ہوگا۔ لہٰذا تمام افراد کو ابھی سے اس امتحان کی تیاری کرنی چاہیئے۔ اور زیادہ سے زیادہ اس میں شریک ہونا چاہیئے۔ کتاب "ازالہ اوہام" نظارت نشر و اشاعت قادیان سے قیمتاً حاصل کی جا سکتی ہے۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

انگریزی ماہنامہ "ریویو آف ریلیجنز" لندن

احبابِ جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ انگریزی رسالہ ماہنامہ "ریویو آف ریلیجنز" (REVIEW OF RELIGIONS) لندن سے شائع ہوتا ہے جو بہت ہی مفید معلومات پر مبنی ہے۔ جس کی ابتدا سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد میں ہی ہوئی تھی۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب تک مسلسل طور پر یہ رسالہ خصوصاً انگریزی داں اور تعلیم یافتہ طبقہ کو مفید معلومات بہم پہنچا رہا ہے۔ اس اہمیت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اس کی اشاعت کو بڑھانا ہر ایک احمدی کا فرض ہے۔

اِس انگریزی رسالہ کا سالانہ چندہ صرف -/60 روپے (ساٹھ روپے سکہ ہند) مقرر کیا گیا ہے۔ جو موجودہ وقت کے لحاظ سے بہت کم ہے۔ لیکن اسلام و احمدیت اور دیگر مذاہب سے متعلق معلومات مہیا کرنے میں بیش قیمت یہ رسالہ ہے۔

لہٰذا جملہ احبابِ جماعت احمدیہ بھارت خود بھی اس کے خریدار بنیں اور زیرِ تبلیغ تعلیم یافتہ احباب کو بھی اس کا خریدار بنائیں۔ حصولِ ثواب اور تبلیغ و اشاعت کی غرض سے آپ اپنی طرف سے بھی زیرِ تبلیغ افراد کو یہ رسالہ جاری کرکے اپنے لئے ایک صدقہ جاریہ کا اجراء کر سکتے ہیں۔ اس سلسلہ میں خط و کتابت دفتر نشر و اشاعت قادیان سے کریں۔

ناظر نشر و اشاعت قادیان

منظوری زعماء کرام مجلس انصار اللہ بھارت

سال ۹۵-۱۹۹۲ء کے لئے درج ذیل زعماء کرام کی منظوری دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر رنگ میں خدمت بجا لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (معتمد مجلس انصار اللہ بھارت۔ قادیان)

(۱)۔ تالہ بہر کوٹ .... مکرم شیخ صادق علی صاحب
(۲)۔ ہلدی پدا .... " قاری غلام مرتضےٰ صاحب
(۳)۔ چنتہ کنٹہ .... " محمد فخر الدین صاحب
(۴)۔ منی گرام .... " امان اللہ صاحب
(۵)۔ شیموگہ .... " سید خلیل احمد صاحب
(۶)۔ کوڈالی .... " سی برکت اللہ صاحب
(۷)۔ بنگلور .... " بی۔ ایم نثار احمد صاحب
(۸)۔ نل ہٹی .... " غلام کبیریا صاحب

دُعائے مغفرت

(۱)۔ افسوس! خاکسار کی بھانجی عزیزہ سیدہ خورشیدہ بیگم اہلیہ مکرم عقیل احمد صاحب بھٹی آف کلکتہ مورخہ ۱۴ ؍۸؍۹۲ بروز جمعہ بعمر ۲۵ سال وفات پاگئی۔ انّا للّٰہ و انّا الیہ راجعون۔ عزیزہ جاج پور اڑیسہ میں پیدا ہوئی بچپن قادیان میں گزرا۔ عرصہ ڈیڑھ سال قبل کلکتہ میں شادی ہوگئی۔ عزیزہ کا ایک چھوٹا بچہ "نبیل احمد بھٹی" ہے جس کی عمر نو ماہ ہے۔ بچے کی ولادت کے تین ماہ بعد بخار بگڑنے کی وجہ سے مختلف عوارض لاحق ہوگئے۔ تقریباً پانچ ماہ ہسپتال میں داخل رہیں۔ ہر ممکن علاج کے باوجود کوئی افاقہ نہ ہوا۔ اور دن بدن صحت بگڑتی چلی گئی۔ عزیزہ کے والد مکرم سید بشیر الدین صاحب سونگھڑی آف قادیان، والدہ، خاوند، ساس اور دیگر رشتہ داروں کو اس نوجوانی کی عمر میں وفات سے سخت صدمہ پہنچا ہے۔ ؎

بُلانے والا ہے سب سے پیارا اُسی پہ اے دِل تُو جاں فدا کر

اسی روز بعد نمازِ مغرب محترم مولانا حمید الدین صاحب شمس نے مرحومہ کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور تدفین عمل میں آئی۔ عزیزہ مرحومہ کی مغفرت اور بلندیٔ درجات نیز سب رشتہ داروں کو صبرِ جمیل عطا ہونے کے لئے بالخصوص عزیز نبیل احمد بھٹی کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، صالح خادمِ دین بننے اور روشن مستقبل کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

(ڈاکٹر سید بشارت احمد۔ قادیان)

(۲)۔ محترمہ بی عائشہ صاحبہ اہلیہ مکرم پی احمد علی صاحب مرحوم ساکن مرکرہ مورخہ ۱۱ جولائی ۹۲ء بروز ہفتہ بعمر ۷۰ سال انتقال کرگئیں۔ انّا للّٰہ و انّا الیہ راجعون۔ دوسرے روز ۱۲ جولائی کو خاکسار نے نمازِ جنازہ پڑھائی جس میں مختلف جماعتوں سے آئے ہوئے کثیر تعداد میں احبابِ جماعت نے شرکت کی۔ بعد ازاں احمدیہ قبرستان میں تدفین عمل میں آئی جہاں اُن کے بہت سے غیر احمدی رشتہ دار و احباب بھی موجود تھے بعد تدفین خاکسار نے اجتماعی دُعا کروائی۔

مرحومہ ۱۹۵۱ء میں اپنے خاوند کے ساتھ سلسلہ احمدیہ میں بیعت کرکے داخل ہوئیں۔ آپ مرکرہ جماعت کی ابتدائی احمدی خواتین میں سے وہ خاتون تھیں جن کو عورتوں میں سب سے پہلے بیعت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ بیعت کے بعد اپنے غیر احمدی رشتہ داروں کی طرف سے شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا حتیٰ کہ مرحومہ کے ساتھ انہوں نے ہر قسم کے تعلقات منقطع بھی کرلئے مگر ان کی مخالفت کی کچھ بھی پروا نہ کرتے ہوئے اپنے خاوند مرحوم کے ساتھ ثابت قدم رہیں۔ مرحومہ نہایت نیک۔ دیندار اور دُعاگو، صوم و صلوٰۃ کی پابند تھیں۔ غرباء اور مساکین وغیرہ کا خاص خیال رکھنے والی اور بیحد مہمان نواز بھی تھیں۔ مرکزِ سلسلہ سے آنے والے نمائندگان اور مبلغین کی مہمان نوازی کرنا اپنے لئے موجبِ سعادت سمجھتی تھیں۔ مرحومہ نے اپنے پیچھے آٹھ بیٹے اور چھ لڑکیاں اور کثیر تعداد میں پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں یادگار چھوڑیں۔ مرحومہ کی مغفرت، بلندیٔ درجات اور پسماندگان کے صبرِ جمیل کی توفیق پانے کے لئے عاجزانہ درخواستِ دُعا ہے۔

(رفیق احمد طارق مبلغ سلسلہ مرکرہ۔ کرناٹک)

(۳)۔ خاکسار کی بیٹی عزیزہ مکرمہ نیلوفر رحمٰن صاحبہ وفات پاگئی ہیں۔ مرحومہ کی نمازِ جنازہ غائب قادیان میں ادا کی گئی۔ مرحومہ نے اپنے پیچھے دو بیٹے بطور یادگار چھوڑے ہیں۔ موصوفہ کی بلندیٔ درجات اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا ہونے کے لئے درخواستِ دُعا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے بچوں کا ہر لحاظ سے حافظ و ناصر ہو۔

(مہر النساء۔ ڈیرہ گڑھ۔ آسام)

(۴)۔ میرے چھوٹے بہنوئی جناب سید باقر حسین صاحب سیکرٹری جائیداد جماعت حیدر آباد ۲۳ جولائی ۹۲ء چہارشنبہ اور جمعرات کی درمیانی رات اڑھائی بجے حرکتِ قلب بند ہوجانے کی وجہ سے انتقال فرما گئے۔ انّا للّٰہ و انّا الیہ راجعون۔ موصوف جماعتی کاموں میں بہت بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتے تھے۔ چنانچہ حیدر آباد کی احمدیہ کالونی کی کارروائی جو عدالت میں چل رہی ہے، ایک زمانے تک مرحوم امیر صاحب کے ایماء سے مسلسل پیروی کرتے رہے۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند اور مخلص احمدی تھے۔ تمام احباب سے ان کی مغفرت اور درجات کی بلندی کے لئے درخواستِ دُعا ہے۔

(۵)۔ میرے بڑے بھائی جناب محمد عبد السلام صاحب قریشی ۱۳ اگسٹ ۹۲ء بروز جمعرات بوقت سوا دس بجے صبح انتقال کرگئے۔ انّا للّٰہ و انّا الیہ راجعون۔ موصوف نے اپنی ساری زندگی بڑے اصولوں پر گزاری۔ اور اپنی اولاد کی صحیح رنگ میں تربیت فرمائی۔ مرحوم کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ مرحوم کی زندگی میں ہی سارے فرائض ادا ہوگئے۔ اور ساری اولاد اچھی خوشحال و خرم ہے۔ تمام احبابِ جماعت سے مرحوم کی مغفرت اور درجات کی بلندی کے لئے درخواستِ دُعا ہے۔ موصوف کی نمازِ جنازہ مکان پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اور احمدیہ قبرستان میں مکرم مولوی سلطان احمد صاحب ظفر نے پڑھائی۔

(ایم۔ اے ستار سیکرٹری مال جماعت احمدیہ حیدر آباد)

درخواستِ دُعا:- مکرم احمد عبد الحنّان صاحب آف حیدر آباد اطلاع دیتے ہیں کہ ان کے والد مکرم احمد عبد المنّان صاحب ہارٹ اٹیک کی وجہ سے مسقط ہسپتال میں داخل ہیں۔ ان کی کامل شفایابی کے لئے احبابِ جماعت سے دُعا کی درخواست ہے۔ (مینیجر بدر)

میونسپل کمیٹی قادیان کے چناؤ میں
احمدی اُمیدوار بلامقابلہ کامیاب

قادیان ۲۶ اگست۔ محترم چوہدری منصور احمد صاحب چیمہ نائب ناظر بیت المال خرچ میونسپل کمیٹی قادیان کے وارڈ نمبر ۷ سے بلامقابلہ منتخب ہو گئے ہیں۔ اس بات کا اعلان بٹالہ اپر ڈویژنل ڈسٹرکٹ میں قائم شدہ الیکشن دفتر سے کل کیا گیا۔ محترم چیمہ صاحب کی منظوری قبل ازیں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جانب سے بھی موصول ہو چکی تھی۔ قادیان کے بقیہ وارڈوں اور پنجاب کی دیگر میونسپل کمیٹیوں میں انتخابات ۸ ستمبر کو ہو رہے ہیں۔

اس موقع پر آج بعد نماز عصر مہمان خانہ میں سابق میونسپل کمشنر چوہدری حکیم بدرالدین صاحب عامل کے اعزاز میں الوداعی اور مکرم منصور احمد صاحب چیمہ کے اعزاز میں استقبالیہ تقریب زیر صدارت محترم مولانا جلال الدین صاحب نیّر قائمقام ناظر اعلیٰ و امیر مقامی منعقد ہوئی۔ جس میں محترم منیر احمد صاحب حافظ آبادی ناظر امور عامہ قادیان نے ہر دو حضرات کی جماعتی و قومی خدمات کا ذکر کیا۔ ساتھ ہی محترم چیمہ صاحب کے لئے نیک خواہشات کا اظہار بھی کیا۔ آخر میں صدر اجلاس نے دعا کرائی۔ اس موقع پر حاضرین مجلس کی پر لطف تواضع کا بھی انتظام تھا۔ اس تقریب میں صدر انجمن احمدیہ۔ تحریک جدید۔ وقف جدید اور ذیلی تنظیموں کے ذمہ دار افراد کے علاوہ دیگر احباب نے بھی شرکت کی۔ جس کے انتظامات محترم افضر صاحب لنگر خانہ نے نہایت احسن رنگ میں اپنی نگرانی میں کئے فجزاھم اللہ تعالیٰ۔

(نامہ نگار خصوصی)

منظوری قائدین مجالس خدام الاحمدیہ بھارت برائے سال ۹۲-۱۹۹۱ء

سال ۹۲-۱۹۹۱ء کے لئے درج ذیل تفصیل سے قائدین مجلس کی منظوری دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

هلدی پدا : مکرم شیخ شاہ جہان صاحب
سملیہ : ر جعفر الاسلام صاحب

(صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

خالص اور عمدہ زیورات کا مرکز!
الرّحیم جیولرز
پروپرائیٹر:- سید شوکت علی اینڈ سنز
پتہ: خورشید کمرشل مارکیٹ حیدری بلاک ناظم آباد کراچی۔ فون: ۶۲۹۴۴۳

WANTED REPORTERS, AGENTS FOR NATIONAL HINDI WEEKLY
"GHULAMI KI BERHIYAN"
MATTERS BY WRITERS CORDIALLY INVILED ON NATIONAL, INTERNATIONAL, CURRENT PROBLEMS DIFFERENT TOPICS PROVISION OF TRANSLATION WILL BE AVAILABLE.
WILLING PERSONS MAY CONTACT.
ADDRESS:- Mohammad Mustaqim
G-4/B 18 BANGLA
ITARSI PIN. 461111 (M.P.)

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان
پروپرائیٹر:- حنیف احمد کامران / حاجی شریف احمد
PHONE:- 04524-649.

بہترین ذکر لا الٰہ الا اللہ اور بہترین دعا الحمد للہ ہے۔ (ترمذی)
C.K. ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES.
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM-679339. (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

QURESHI ASSOCIATES
MANUFACTURERS, EXPORTERS, IMPORTERS
HIGHLY FASHION LADIES MADE-UP
OF 100% PURE LEATHER, SILK WITH SEQUENCES
AND SOLID BRASS NOVELTIES/GIFT ITEMS ETC.
MAILING: 4378/4 B. MURARI LAL LANE
ADDRESS: ANSARI ROAD, NEW DELHI-110002 (INDIA)
PHONES: 011-3263992, 011-3282643.
FAX:- 91-11-3755121 SHELKA NEW DELHI.

SUPER INTERNATIONAL
PHONES:- OFF:-6378622 RESI:-6233389
(PLEASE CONTACT FOR IMPORT AND EXPORT GOODS OF ALL KINDS)
PLOT NO. 6. TARUN BHARAT CO-OP. SOCEITY LTD.
OLD CHAKALA, SAHAR ROAD,
(ANDHERI EAST) BOMBAY-400099

اڑیسہ ٹوبی
زن و اوزان
(تول اور جھکتا تول)
منجانب:- یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی

طالب دعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۴ مینگولین کلکتہ۔ ۷۰۰۰۰۱

NIR
"ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں۔" (کشتی نوح)
Starline
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
CALCUTTA-700015.
پیش کرتے ہیں:-
مضبوط، آرام دہ اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربر پلاسٹک اور کینوس کے جوتے۔

YUBA
QUALITY FOOT WEAR

الیس اللہ بکاف عبدہٗ
(پیشکش)
بانی پولیمرز کلکتہ۔ ۷۰۰۰۴۶
فون نمبرز:- 43-4028-5137-5206